بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نسخہ لاجواب جس میں سکندر بادشاہ کی رزم و بزم کا انتخاب ہے موسوم

کارنامۂ سکندری

مصنفہ ادیب سحر تحریر شاعر بے نظیر منشی گوکل پرشاد صاحب متخلص رسا

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا

U
891.433
Gau 736K

LIBRARY
4977
7.8.64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خامہ مقطوع اللسان کی مجال نہین کہ خداوند دوجہان کی حمد وثنا مین ایک حرف
زبان پر لائے اور معترف بقصور ہوکر روسیاہی سے سر نہ جھکائے جل جلالہ
وعم نوالہ عجیب عجیب اُسکی قدرت کے کارخانہ ہین جہان کی دارائی اُسی کو زیبا ہی
جدھر چشم لطف سے نگاہ ہوئی اُسے سکندر بنا یا اُسکے ادراک حقیقت مین
فہم وخرد وہوش وتمیز سے بیگانہ ہین - امابعد عاصی گوکل پرشاد ولد
منشی گوردیال بن منشی شیو پرشاد قوم کایتھ سری باستو کھرہ ملتمس ہی
کہ گل جدید لذیذ پر خیال کرکے عالم خانہ نشینی مین سکندر نامہ کا ترجمہ بھایا
خلاصہ مدعا زیر قلم لایا ارباب شوق سے التجا ہی کہ حرف گیری نہ فرمائین
اپنی بزرگی پر جائین الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مشہور ہی

بپوشش گر بجائے رسی وطعنہ مزن		کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

آغاز داستان سکندری کی ولادت کا بیان

راویان شیرین زبان اور حاکیان سحر بیان نے اس داستان حیرت افزا کو
یون بیان کیا ہے کہ روم مین ایک بادشاہ تھا فیلقوس نام عدل و سخا مین
برگزیدۂ انام اُسکے محل مین ایک حسینہ تھی مہجبین غیرت لعبتان لندن
و چین سرو قامت خورشید دیدار حور طلعت پری رخسار بادشاہ بشدت اُسپر
فریفتہ تھا ایک روز جوش جوانی مین ہم آغوش فرمایا بیدار بختی کے
دن قریب تھے برج حمل مین خورشید تابان ہوا آثار حاملگی نمودار ہوئے
نو مہینے کے بعد خوشی کی گھڑی آئی لڑکا پیدا ہوا اسے جسے دیکھ پیر فلک نے
پکارا مجسم یہ اقبال پیدا ہوا ہے منجمون نے زائچہ بنا عرض کیا کہ
سب شش و پنج مہر ہفت ستارہ سے ثابت ہے کہ یار دانگ عالم کا فرمان روا ہو
شہریارون کی دارائی کا غرور دور کرے گردن کشون کا سر جھکا کے
بحر و بر مین سکہ بٹھائے فیلقوس نے دل شاد ہو کر سکندر نام رکھا پرورش
ہونے لگی ہونہار کب چھپے رہتے ہین ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست
تھوڑی مدت مین اُڑتے گھوڑے کی سواری فرمائی دشت و صحرا کی ہوا کھائی لقمان حکیم
تربیت اور تعلیم پر مامور ہوا سلطنت کے ڈھنگ فرمان روائی کے قواعد
سکھلانے اُسکا بیٹا ارسطو بھی ہم مکتب تھا باہم ساختہ رہتا اُستاد نے
جب تشخیص کی کہ اقبال سکندری کا وہ عروج ہوگا محشر تک ضرب المثل رہیگا
شاہزادہ سے کہا کہ جب تخت خلافت ہاتھ آئے ارسطو کی وزارت فرمائی جائے
سکندر نے اس عہد پر سوگند کھائی خلاف درمیان نہ آئی

جلوس کرنا سکندر کا تخت پر اور زنگیون کا شور و شر

تازہ کنندگان حکایت کہن یون تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت فیلقوس نے
اس دار ناپائدار سے کوچ فرمایا سکندر کے حصہ مین تخت و تاج آیا سکہ سکندری کا
رواج ہوا کھوٹے کھرے کا چال چلن پرکھنے لگا باپ کے قانون کا پابند رہا
پارینہ رسوم نہ بھولے عدل و داد کا چرچا بڑھا یا شیر و بکری کو ایک گھاٹ
پانی پلایا چور کے نام دزد حنا تک کے ہاتھ باندھے جاتے تھے دزد و رہزن
مسافرون کی نگہبانی کا ٹھیکہ لیتے تھے ارسطو کی وزارت سے سلطنت کی
رونق بڑھی سکندر کے فر و شکوہ کا شور نزدیک و دور پہونچا دشمنون کے
جی مین رعب سمایا کسی نے سر نہ اٹھایا سبحان اللہ ع وزیری چنین
شہریارے چنان مصرع اب کیا پوچھنا تھا دن عید رات شب برات تھی عیش و
عشرت سے بسر اوقات تھی زمانہ کی فکر سے آزادی تھی لالہ عذاران
شمشاد قد کی صحبت سے شادی تھی

فریاد خواہ ہونا مصر والون کا زنگیون کی جور و جفا سے

ایک روز فرحت اندوز شہریار بلند وقار نے جشن خسروی انتظام کیا
پری رخان زہرہ لقا کی آمد ہوئی دختر رز نے وہ نشیلی چتون دکھلائی کہ
زاہدان صد سالہ کا ہوش رم ہوا قلقل مینا کے شور سے چار قل بھولا تھا
راجہ اندر کے اکھاڑے کا سمان تھا پری جمالون کے غنچہ مین گلچھرے اڑا رہا تھا
ناگاہ عین اسی ہنگامۂ بزم مین چند مصری تلخکام گردش ایام کے ستائے
سر و پا برہنہ پا کر اپنے ادبار کا اظہار کرنے لگے کہ زنگیون نے ہمارے زن و بچہ

تباہ کیے جیسے ان سیہ بختون کا دل کالے بادل کی طرح اس گرد و نواح مین
ابتدا ہی بیابان تیرہ و تار ہو اور کا گذر دشوار ہی اس اندھیرے سے صاف روشن ہی
کہ اگر بادشاہ نے اُنکی خبر نہ لی کالا مُنھ نہ بنایا عنقریب ممالک محروسہ کے دھوین
اُڑا دینگے رفتہ رفتہ روم مین آگ لگا دینگے پادشاہ کی عیش و عشرت
اس خبر سے تلخ ہوئی نہایت گھبرایا ارسطو سے راز دل بیان فرمایا
اُسنے جواب دیا کہ بادشاہون کو رزم و بزم یکسان ہی حافظ حقیقی نگہبان ہی
اگر اس معرکہ سے سرخروئی ہوئی مخالفون کے دل مین اپنا رنگ جمیگا
سکندر نے وزیر کی نصیحت مانی چڑھائی کی لڑائی دل مین ٹھانی لشکر جرار
یلان آزمودہ کار کو ساتھ لیا ہر ایک کو ساز و سامان دیا فوج کا دل بڑھایا پست ہمتون کی
جرأت بڑھی سفینۂ دل مین یہ لہر آئی کہ دریاے نیل سے راہ لیجیے
آخر مع فوج ظفر موج بسواری کشتی دریا مین در آیا ناخداے حقیقی نے
بیڑا پار لگایا کنارہ مدعا سے آشنا ہو کر بیابان مین آئے خیمے لگے
سفر کے درماندہ درماندگی دفع کرنے کو گرم استراحت ہوے نائے و نوش کا
بازار گرم ہوا

طوطیا نوش کا ایلچی بنکر زنگیون کے پاس جانا اور اجل کا پیام لانا

دم سحر شاہ فیروز اختر سکندر نے بڑے کروفر سے سر میدان جلوہ گر ہو کر
صف آرائی کی مردان کارآزمانے پرا جمایا کادہ امیرن لگانے لگے
ابلق بیل و نہار کو اپنی چستی و چالاکی سے شرمانے لگے قبل از جنگ سکندری کی
یہ صلاح ہوئی کہ اول کسی شخص تیز فرہنگ کو سالار زنگ کے روبرو بھیجیے

ابھی لڑائی مین درنگ کیجیے اگر میٹھی باتون سے وہ بدقوام ریوڑی کے پھیر مین آجاے دل کے اندر سے صفائی دکھاے تو ناحق کیون زہر دیجیے بندگان خدا کا خون کیجیے۔ طوطیا نوش نامے ایک رومی نژاد کیمیا گری مین نہایت اُستاد تھا اُسے طلب فرماکر کہا کہ لشکر زنگ کی راہ سے وہان پہونچکر ایسی نیرنگ سازی کہ مخالف بازی کھاجائین ہماری سازگاری کی خواہش دکھلائین حسب الحکم طوطیا نوش روانہ ہوا بیچارہ کو یہ پیام سفر اجل کا بہانہ ہوا مخالف کو جا سنایا کہ سکندر سے رزم آوری مین سود نہین ناحق کو خانمان برباد نہ کر جہالت مین بہبود نہین اپنی جان پر بیداد نہ کر شاہ زنگ نے یہ تازہ آہنگ جو سنا دماغ مین گرمی چھائی دون کی سمائی پیچ و تاب آیا طوطیا نوش کے خون کا حکم فرمایا اشارہ ہوتے دشت و خنجر روبرو آیا خونخوارون نے اُسکا لہو بہایا اپنے سالار کو نوش کرایا ہمراہیون نے جو یہ خون چشی دیکھی بدن مین خون خشک ہوگیا یہ خبر سکندر کو پہونچائی سکندر کو بدرجہ ملال ہوا غصہ سے آنکھین لال ہوگئین شجاعت کے خون نے جوش مارا جیون تیون رات کاٹی صبح ہونے لڑائی ہوئی بخت آزمائی کی ٹھہری مگر رومیون کو روز سیاہ پیش آیا طوطیا نوش کی خونریزی سے ہر ایک کے دل مین خوف چھایا تھا ہر شخص کا دل بیٹھا جاتا تھا کسی کے پیر نہ اُٹھتے تھے ڈر کے مارے بے مارے مرتے تھے سکندر نے جو سپاہ کی بزدلی دیکھی کلیجہ کانپا سردست کوئی منصوبہ ہاتھ نہ آیا ارسطو سے فرمایا کہ لشکر کا کلیجہ پانی ہے ساری فوج مین بزدلی چھائی ہے اب کوئی فتح کا پہلو سوچنا ضرور ہے ورنہ پیر اُکھڑ جاینگے وزیر نے عرض کی درحقیقت

بہی معرکہ ہوگا گھبرانے کا مقام نہیں ثابت قدمی چاہیے دل نہ ہاریے خدا ناصر ہی
تدبیر شرط ہی اپنی یہ صلاح ہو کہ دو چار زنگی اسیر کیے جائیں جب حضور میں آئیں
بادشاہ حکم فرمائے ایک خود سر کاسر کاٹا جاے باورچی کو ایما ہو کہ اُسکی جگہ پر
بکری کا کلہ پکا کر دستر خوان پر لگائے جب خورش روبرو آئے حضور فرمائین
کہ واہ کیا عمدہ غذا ہی جسوقت یہ خبر زنگیون کو ملیگی ہمارا خوف کھائینگے اُنکے بھی
ہاتھ پیر ڈھیلے ہو جائینگے شہریار بیدار دل نے یہ تدبیر منظور کی فرمان برداروں نے
گھات لگا کر دو چار زنگی گرفتار کر حاضر کیے جسوقت شہریار کے حضور مین آئے ایک کا
سر اُڑایا مطبخ بھجوایا دستر خوان جب روبرو آیا بکری کا بھیجا باورچیون نے چن دیا
بادشاہ نے نہایت خوش دماغی سے نوش فرمایا اور کہا سبحان اللہ کیا نمکین کباب ہی
دنیا کے گوشتون مین انتخاب ہی قیدیان زنگ اس نیرنگ سے گھبرائے
رہائی پاکر اپنے لشکر مین جا چلائے کہ رومی بادام کے حلوے پر ہمارا بھیجا کھاتے ہین
زنگیون کا کباب اڑاتے ہین یہ چرچا جا بجا ہوا جسکے کان مین یہ بھنک پڑی
اُسکے ہاتھ پیر سست ہوے چارون طرف یکایک یہ آواز پڑ گیا کہ رومیون نے
کیسی نردمار ی ہر ایک کے حواس خمسہ پریشان ہوے چھکے چھوٹے

خوف وہراس نے ہر شخص کا کلیجہ دہلایا

اب لڑائی کا بیان ہی خونریزی کی داستان ہی

جسوقت شہسوار مشرق نے اپنی چمک دمک دکھلائی سکندر نے بڑے کلّے ٹھلے سے
فوج کا پرا جمایا نقیب نے تہمتنون کے دل بڑھائے باجے بجنے لگے کوس بوق کی
گرج نے گنبد گردون مین شور ڈالا دونون جانب سے تیاری ہوئین صلح و

آشتی سے دل برخاستہ ہوا زنگی کی طرف سے ایک کوہ پیکر بد اختر بد انجام زنگی تمام
صف سے نکلا سر تا پا لوہے مین غرق آہنی پہاڑ کا آثار آنکھون سے خون برستا
رعد سا گرجتا میدان مین آکر للکارا کہ جسے آرزوے مرگ ہو میرے روبرو آئے
زندگی کی قید سے نجات پائے اس صدا کے سنتے ایک رومی نے قدم اُٹھایا
دعوے تو یہ تھا کہ مخالف کی گوشمالی کرے مگر قضا نے اُلٹے گلا دبایا دوسرے کی
باری آئی اُسنے بھی مُنھ کی کھائی تیسرے نوجوان نے گھوڑا اُڑایا پچھلے یارون کے
انتقام پر آیا قضا نے ہمدمی کا سررشتہ دکھلایا دم دھاگے مین پھنسا اجل کے
جال مین اُلجھایا غرضکہ اُس یکہ سوار نے ستر جرار زیر شمشیر کیے رومی نبرد سے ناچار
سر بہ گریبان ہوے زنگی کے شوخ دیدہ قہر کی چتون جو دیکھی لڑنا درکنار آنکھ ملانے سے
چشم پوشی کی سرکشون کا سر اسیمہ حال ہوا سرا پچون سے سر نکالنا محال ہوا ساری فوج
بے سر ہو گئی سکندر نے فوج کو جو سر افگندہ پایا سراسر بے سرو سامانی کا سر انجام
نظر آیا سمند صرصر قدم صبا دم پہ سوار ہو کر مخالف سے جا دوچار ہوا یہ کلمہ زبان پر آیا
کہ ای سیہ رو تا کی لاف و گزاف ہی یہ ہنگام ننگ و ناموس میدان مصاف ہی
خبردار ہو کہ قضا کا زمانہ قریب آیا یہ کہکر گھوڑا اُڑایا پاس پہونچکر گرز خارا شگاف
جو سر پہ مارا ذرا نہ فرق آیا بھیجا سر سے سرک کر بر سر زمین آپڑا دوسرے
ہمسر کے قدم میدان مین آئے کہ بھائی کا بدلا لیوے مگر قضا کو یہ بے ادبی بھائی
گردن اُٹھاتے نیچا دکھلایا اسی زد و گشت مین دوچار مرگ طلبگار جو دوچار ہوے
فی النار و السقر جہنم پار ہوے ناگاہ شام ہوئی روسیا ہون نے
جان بچائی طرفین کے لوگ خیمہ مین آئے تمام شب استراحت رہی صبح ہوتے

میدان کارزار کا سامنا ہوا اقتضا آشکار ہوئی دونون جانب سے صف آرائی ہوئی
سکندر کے دل مین یہ بات آئی کہ زنگ کی جنگ سے اپنے لشکر کا رنگ اڑا ہوا ہی
چہرہ فق ہین صورت پر کدورت چھائی ہی منھ بگاڑے کھڑے ہین اُنسے کیا
بنا وہونا ہی بہتر ہی کہ خود بخت آزمائی کرون پس آئین دارائی لباس نبرد آزمائی
تن زیب کیا چار خانہ عنصر کو زرہ سے چھپایا خود فولاد زیب سر شمشیر دوزبان ذوق
کمان کیانی دوش رعنا پر ڈال تیر و ترکش سنبھال میدان مین آیا
جدھر آنکھ اُٹھائی عدو کے نگاہ مین بجلی گری نگاہ قہر آلود مخالفون کے
دل مین برچھی سی گڑی تیغ جان ستان شگاف خون برساتی تھی دریاے خون
روان ہوا جلادِ فلک کا دل اس بار دھار مین ڈوب گیا دشمنون کا ایک جا
جمنا دشوار تھا تلوار کے گھاٹ سے لہو آشکار تھا پلنگر نے جو یہ تلاطم
اپنی فوج کا حال درہم پایا یاروآشنا سے یون ترزبان ہوا کہ نہنگ اجل کے
روبرو اس ماہی بے آب کو مگر اسکی قضا کھینچ لائی ہی اب ہم جاتے ہین
اس نقش برآب کو مٹاتے ہین یہ کہکر حباب کے مانند خود ہی کا خود سر پہ
کج کر صف سے باہر آیا پکارا کہ ای کنارہ کامیابی ندیدہ کیا شور اٹھایا ہی
سلامتی کا ساحل ہاتھ سے چھوڑ آیا ہی اگر نبرد آزمائی کی لہر آئی ہی ہمارے روبرو
ہر کس ناکس سے اٹک کر بے آبرو ہوا اس کلہ زنی سے سکندر نے
بیحجاب کہا یا درجواب فرمایا کہ ابر غران کی بارش معلوم لاف زنی چھوڑ
چھوٹے منھ بڑی بات زیبا نہین بڑے بول کا سر نیچے ہوتا ہی یہ سنکر
وہ تیرہ اختر بیقرار ہوا گھوڑا دوڑا تلوار کا وار کیا حفظ الٰہی سے صاف

بچا لی زد خالی گئی سکندر نے غضب سے خنجر مارا اگر قضا مین کچھ دیر تھی تقدیر
سپر ہوئی دو چار وار ہوئے تھے کہ ناگاہ آفتاب جہانتاب نے آنکھ چھپائی
شب کی سیاہی نے پلنگر کی جان بچائی

سکندر کا زنگیون پر فتح پانا مراد دلی کا حاصل ہونا

جسوقت غواص مغرب نے دریاے سپہر کے مشرقی کنارہ سے سر نکالا
لشکر سوتے سے بیدار ہوا ہنگامہ گیر و دار ہوا سکندر نے زرہ مین گرہ دی
سمند نصرت پر سوار ہوا طالع بیدار نے مبارکباد سنائی بڑے کروفر سے
نہنگ کی صورت سالار زنگ کیطرف بڑھا پلنگر اسکے تیور دیکھکر گھبرایا
سمجھا موت نے آنکھ دکھائی کوئی گھڑی مین گھڑیال ہے اجل سے منھ چھپانے لگا
مگر تقدیر نے غیرت دلائی حیا نے رخصت نہ دی کہ جی چرائے لاچار
لشکر کے ناکے سے نکل دریاے وغا مین در آیا سکندر نے بادمراد جو پائی
ناخداے حقیقی کی یاد کی بارہ دار جہازی کا جو وار کیا ہر روز کی کشمکش کا
جھگڑا مٹا بکھیڑے کا بیڑا پار کیا پلنگر کا لنگر قائم نہ رہا صرصر اجل کے جھونکے سے
رشتہ حیات ٹوٹا کنار کامیابی ہاتھ سے چھوٹا سکندر نے دشمن کو دریاے فنا مین
غرق آب پاکر فوج کو حکم دیا تلاطم مچا ئین یہ سنتے یکبارگی تیر و کمان کی
جو بوچھار ہوئی سقف فلک سے خون ٹپکنے لگا ہولی کی کیفیت بھولی جدھر نگاہ
جاتی تھی کوسون خون کی کثرت سے دشت و صحرا مین عبیر وگلال کے کھیتے
نظر آتے تھے دو چار چھینٹ خون کی جو اُس ہنگامہ مین آسمان پر
جا پڑین تھین اُسکا داغ آج تک نہین مٹا شفق ہوکر عیان ہے

دارا اور سکندر کے باہم جھگڑے کا شروع ہونا

لکھا ہے کہ ایک ہفتہ اُسی نواح مین خیمہ رہا رات شب برات دن عید تھا جشن جمشیدی اُڑتے تھے بعدہ کوچ ہوا جدھر پہونچا اُس سرزمین کی سرسبزی کے اُجڑے مکانات بسائے شہر و قریہ آباد کرائے مصر کے باشندون کی زیادہ تر مدارات کی سکندریہ نام بستی آباد فرمائی عمارات عالیشان عمدہ عمدہ موقع اور محل پر بنا کیے وہان سے یونان آیا لوٹ کا مال بہت کچھ ہاتھ لگا تھا جب بالخیر مکان پہونچا ہر طرف ہدیہ دوستانہ بھیجے ہر ایک کو اپنا دست قدرت دکھلایا دارا کی مدارا کا جو خیال آیا اُسے بھی اکثر تحفہ بھجوائے اس دولت خداداد پر اُس بے مدارا کی جو نگاہ پڑی اپنی ناداری سے رشک آیا ناسپاسی کی سکندر اس کج ادائی بیہودہ رکھائی سے ملول ہوا دل مین کینہ خواہی کی جگہ ہوئی اُسی وقت سے یہ فکر ہوئی کہ عدو کی گوشمالی دیجیے

سکندر کا شکار کو سوار ہونا اور صید مدعا کا حاصل کرنا

جسوقت شہریار والا جاہ نے دولت و حشمت لا انتہا داد الٰہی سے پائی اس فتح و فیروزی کے جلدو مین جشن عام کیا زنگیان تیرہ بخت کے معرکہ مین سرخروئی ہو لی زمانہ کے سیاہ و سفید سے بے غم ہوا ایک روز بعزم شکار گلگون صبا رفتار پر سوار دشت و کہسار کی طرف آیا نخچیر افگنی مین مصروف ہوا طائر نگاہ نے ہجوم غزار پربہار کے اطراف مین گرم پروازی کی ناگاہ دور سے اُسی مرز بوم پر دو کبک نظر آئے باہم گرم پیکار پائے بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہ مشت پر ناحق کی بے پر اڑا رہے ہین اُنکی جانبازی دیکھنے کو گھوڑا اُڑایا

طائرون نے اُسکے پاس آجانے کی پروا نکی لڑائی سے باز نہ آئے سکندر اُنکی دلیری سے متحیر ہوا ہوش و حواس کے طوطے اُڑ گئے دل مین آیا اِنکے معرکہ مین اپنا فال دیکھیے ایک کا نام سکندر دوسرے کا دارا کیا آخر کار جسکا نام دارا رکھا تھا اُسکی بے پروبالی ہوئی دبک کر پہاڑ کی طرف بھاگ سوت تو پنجہ جھاڑ کر پیچھے لگی تھی وہان بھی نہ بچا کسی عقاب نے چنگل مارا بہت سا پھڑپھڑایا مگر قضا سے پیش نگئی وجود کے قفس سے خلاص پایا سکندر نے اس شگون سے اپنی ہمایون بختی سمجھی کہتے ہین کہ اُس پہاڑ پر ایک مقرنس طاق تھا جسکا یہ شعبدہ شہرہ آفاق تھا کہ جو کوئی کچھ سوال کرتا وہان سے حسب حال جواب پاتا جب سکندر اُس مکان مین در آیا عقلا سے فرمایا کہ ہماری فتح و فیروزی کے آثار دریافت کرو جواب مین صدائے گنبد ہوئی کہ معمار ازل نے تیرے کاخ اقبال کو نہایت مستحکم بنایا ہی یہ مژدہ پاکر بامراد معاودت فرمائی بیت الخلافت مین پہونچ کر ارکان سلطنت سے مشورت کی کہ دارا کی مدارات مین بدنامی ہی اب خراج گذاری کا ننگ گوارا نہین ارادہ ہی کہ لشکرکشی کرون ایران بھی چھین لون بندگان درگاہ ملتمس ہوے کہ خدا دولت واقبال روز افزون فرمائے ہفت اقلیم کے تاجدارون کا سر اِس آستانہ پر جھکائے مگر اپنی طرف سے عزم ضرور نہین ناحق کی کد و کاوش منظور نہین اگر وہ کج ادائی دکھلائے گردن کشی سے اِدھر آئے اُسوقت گوشمالی کیجی نخوت و پندار کی سزا دیجیے آیندہ جو حکم ہم فرمانبردار ہین رنج و راحت مین خدمتگزار ہین لکھا ہی کہ سکندر سے پیشتر آئینہ منقا صورت نمائی کا کوئی قرینہ نہ تھا اول جب اِس خودبین کو بنایا زر و نقرہ کا قالب گلایا

جب صورت دیکھی عمل درست نہ آیا کچھ نہ دیکھا آخر رسام نام آہنگر نے صیقل کی چوٹ کھائی
مگر عیب ڈھب کی ہیئت بنائی صفائی نہ آتی تھی دیکھنے والون کی صورت بگڑ جاتی تھی
جب مختصر ہو رہا یا چہرۂ مدعا صاف نظر آیا۔

ایران سے ایلچیون کا آنا باہم شور و فساد کا سلسلہ چھیڑنا

ایک روز ہنگامۂ عیش و عشرت گرم تھا سازکی نا سازی پیر مغنی کی گوشمالی
سازگار تھی جادو سرایان خوش گلو کے ترانہ سے باربد اور نکیسا کی روح تھراتی تھی
ہر ایک اوپچ اور توڑے پر میان تان سین کی نعش گور مین چڑ چڑاتی تھی
گھونگرو کی آواز عیسوی اعجاز پر طعنہ مارتی تھی ناگاہ دارا کا ایلچی آیا حضوری مین
جا کر عرض پرداز ہوا کہ گذشتہ راہ و رسم فراموش کی ہنوز خراج نہین بھیجا
یہ خواب غفلت اچھا نہین نخوت دہندا رہنے سے کیا فائدہ دیدۂ ہوش کھول کر دیکھ
کہ ہنوز بہتری ہی صبح کا بھولا شام تک جو گھر آئے تو بھولا نہین کہلاتا ہی
اب بھی خوب ہی جو دور اندیشی سمجھائی سفنت مین ننگ و ناموس ہاتھ سے نہ جائے
سکندر اس گرم زبانی سے جل اُٹھا تقریر سے یون شمشیر ریز ہوا کہ یہان کوئی موم کا
پتلا نہین جو تقریر کی آنچ سے پگھل جائے وہ دن گذر گئے ماضی کا حال مین
خیال کرنا موجب ملال ہی اب ہمارے اقبال پر نظر کرو ہماری آتش غضب سے ڈرو
اپنا دہکنا چھوڑ و شور و فساد کی آگ نہ بھڑکاؤ ملک و مال آتش نادانی سے بچاؤ
ورنہ روز سیاہ پیش آئے تخت و تاج خاک ہو جائے ذرا گوش ہوش سے
پنبہ غفلت دور کرو زنگیون کی بے آبروئی کا ماجرا سنو جوانی کا غرور
زیبا نہین اس پیر زال چرخ نے ہزارہا نوجوانون کو چکر کھلا کے کتنے

آتش مزاج خاک مین ملائے لازم ہے کہ خراج کی تمنا مین اپنا رشتہ حیات نہ توڑو
اجل کے دم دھاگے مین نہ آو حرص بہ بلا ہے ایران ایسا زرخیز خطہ پاکر ہوس مین
مبتلا ہے ناسپاسی خوب نہین کفران نعمت مرغوب نہین قاصد نے یہ
جواب دندان شکن جو سُنا سنگ حرمان پر سر دُھنا ایران اگر سارا حال
دارا کے گوش گذار کیا سُنتے ہی اُسکے کان کھڑے ہوے فرمایا
اللہ رے تقاضاے وقت کہ ایک ٹکسال باہر کی یہ تاب کہ صاحب سکہ کے
روبرو اپنا کھوٹا پن دکھلاے اسی خیال مین تاؤ جو کھایا فوراً دوسرا ایلچی
روانہ فرمایا تھوڑے سے کنجد اور گوے وچوگان حوالہ کیا قاصد کو اس
سوغات کی بازی تبلائی سفیر صبا قدم ایک سناٹے مین ہوا ہو کر پویان آیا
دربار سکندری مین پہونچ کر زبان پر لایا کہ ایلچی کو زوال نہین ناگفتنی سے
چھپا رکھنے کی مجال نہین دارا نے فرمایا ہے کہ دہن مبارک سے ہنوز
بوے شیر آتی ہے لڑکپن کی حالت ہے یہ گوے وچوگان لیجیے لہو ولعب مین بسر کیجیے
اگر بالک ہٹ سے اپنے خون کا پیاسا ہے تو اُسکا علاج نہین ہماری فوج کا
شمار بذر مرسولہ کا انحصار ہے سکندر نے ژرف نگاہی جو کی اپنی فیروزمندی
کا شگون پایا اول گوے وچوگان سے جواب دیا کہ گو دارا کے گوش زد نہو
الا گوے کی صورت پر زمین ہے پس اس چوگان سے ہم ایران زمین کھینچ لائینگے
ضرور فتح پائینگے اور روانہ کنجد صحن مین چھٹکا مرغ جو چھوڑا سب چن کھائے
معشوقون کے عارض کے خال کی طرح ایک تل نہ چھوڑا سکندر نے کہا ایسے لشکر کا
کیا ہراس جو مرغ کی خورش ہو قاصد اس نیرنگ سے دنگ ایران کو

سپید رنگ واپس ہوا دارا کو ماجراے گذشتہ حرف بحرف سنایا اسنے
بجا کر سر جھکایا مگر غرور بیجا نے آ دبایا لشکر کشی پر آمادہ ہوا مین و خوارزم وغزنین سے
فوج طلب کی تیاری حرب و ضرب کی تھوڑے عرصہ مین بہت فوج جمع ہوئی
روے زمین پر تہلکہ پڑ گیا۔

سکندر اور دارا کا لشکر کشی کرنا اور آغاز جنگ مین مشورہ ہونا

سچ ہی جب ادبار کے دن قریب آتے ہین انسان کے ہوش و حواس
متفرق ہوجاتے ہین بیٹھے بٹھلاے ایسے مفسدہ اٹھاتا ہی کہ بھلے چنگے آرام مین
دُکھ پاتا ہی انسان کی کیا خطا تقدیر کے کارخانے نرالے ہین بنی نوع اس نوع کی
بگڑی بنا نہین جانتا اگر تدبیر ہی سے یہ کام ہوجاتا رستم سا ضغیم گذار
اسفندیار سا روئین تن کیون مارا جاتا ناحق کی ین ین تو تو مین سر اُتارا جاتا
کہتے ہین جب دارا کی فوج ارمن کے مقام پر خیمہ زن ہوئی قیامت کی علامت تھی
سوار و پیادہ کی وہ کثرت کہ مور و پشہ پر آفت تھی رعایا کو جو اذیت ہوئی
سکندر کے حضور مین دادخواہ ہوئی کہ داراے ایران کی فوج نے محشر کا
شور و شر اٹھایا ہی ناحق غریبون کو ستایا ہی اگر بادشاہ شبخون کرے
جلد گوہر دعا ہاتھ آئے ہماری آبرو رہجاے سکندر نے متبسم ہو کر فرمایا
شبخون نامردون کا کام ہی چوری کی فتح بادشاہون کو نازیبا ہی اپنے
نزدیک دغابازی ہی اسنے کہا دارا کے ہمراہ ایسا لشکر ہی کہ
اندیشہ جسکے حصار سے ستوہ ہی ہزار در ہزار انبوہ ہی سکندر نے
جواب دیا ہزار بکریون مین ایک شیر دلیر ہوتا ہی فضل خدا چاہیے

دشمن کیا تاتار کارساز جب نہایت مخالف کے قریب آجانے کی خبر سکندر کو ملی
ہر طرف لکھ بھیجا کہ دارانے ایران غرور پر آیا روم پر لشکر لایا لہذا اسکا فات ضرور مجھکو
عزم تنبیہ ہو اس خبر کے ہوتے چھ لاکھ سوار و پیادہ لڑائی کے آمادہ اکٹھے ہوئے
سب ساز و سامان درست ہوا ارباب عقل سے مشورہ کیا کہ بداندیش کینہ خواہی پر
کمر باندھے آپہونچا اب کہو تمھاری کیا صلاح ہو اگر خاموش رہوں سو جب
بدنامی ہو دوسرے کیا فی الحال منظور نہین انجام کو نا فرجامی ہو سیران خوش تدبیر نے
عرض کی کہ اے شہریار گردون وقار تیری رائے معقول ہو اسمین اعتراض کرنا سراسر
فضول ہو عزم جنگ فرمائیے بخت آزمائیے دارا کی بیداد سے جہان سیاہ ہو
خلق خدا کا روز سیاہ ہو ظالم کی درازی سے خدا ناراضی ہو ایک کے بگاڑنے سے
تمام خلق اللہ کا بناؤ ہوتا ہو یہ سنتے ہی شہریار کامگار نے ساعت سعید پر
کوچ فرمایا درفش کاویانی فتح و نصرت کی نشانی ساتھ لیا۔

دارا کی عزیمت اور جنگ و جدل کی عجلت

جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ روم کی فوج لڑائی کے ارادہ پر گرم سفر ہوئی
جس نے سنا شاد ہوا دارا سے دل برخاستہ تو تھے ہی سکندر سے مدارا کرنے کو
اٹھ دوڑے جب یہ اشتہار دارا کے گوش گذار ہوا نہایت گھبرایا دانشمندان تجربہ کار
مشورہ کیا چارہ جو ہوا لوگ تو یہ جانتے تھے کہ یہ عقل کا دشمن کسی کا کہنا کب مانتا ہو
اپنی رائے پر بھروسا رکھتا ہو کسی نے دم نہ مارا آپس ہی میں ٹالا مگر ایک شخص
فرامرزنامے نے دعا و ثنا کے بعد عرض کی کہ فدوی نے اپنے دادا کی زبانی
سنا ہو کہ جب کیخسرو عازم غار ہوا جام جہان نما سے یہ آشکار ہوا کہ اس خاندان مین

مدت تک بادشاہی رہے انجام کو ایک رومی گردن کشی دکھلائے ایران پر فتح پائے
خاندان تباہ ہوجاے پس ای خداوند جب سے یہ روایت مجھے یاد آئی طبیعت
سخت گھبرائی کہ مبادا یہ وہی رومی نژاد ہو کوئی فساد ہو سلطنت برباد جاے
تاک ہاتھ نہ آئے بہتر یون نظر آتا ہی کسی حیلہ سے لڑائی ٹالیے اس سلسلہ مین
پانون نہ ڈالیے زور بازو پر اعتماد کرنا حمق ہی دیکھیے پشۂ حقیر نے نمرود کے
دھوئین اُڑائے ابابیل اصحاب فیل کا دم ناک مین لائے سے دانی کہ
چہ گفت زال بارستم گرد :. دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد :. اول تو دارا اس
سرگذشت کو سنکر سراسیمہ ہوا مگر بیحیائی سے غضبناک ہوکر گونجا کہ میری کیا
نامردی آزمائی جو سکندر کی شجاعت زبان پر آئی اس طفل خام کی یہ جرأت کہ
پختہ کارون سے سامنا کرے تاج و تخت کی ہوس دکھلائے البتہ یہ خیال ہی
کہ جو طمانچہ کوہ قاف کا منھ پھیرے وہ مشت خاک پر کیا مارے ایک طفل بے سر کے
مقابلہ پر جانا ہمسری کرنا منظور نہین اگر اپنی راہ لگا چلتا دھندا کیا مزاحمت سے
کام نہین ورنہ اگر اجل آئی ہی خواہی نخواہی تادیب ہو گوشمال پائے ملک و مال کی
تمنا مین جان گنوائے اس سخت جواب سے ناصح مہربان کے ہوش پراگندہ ہوے
جان کو ڈرا بگڑی بات بنانے لگا مگر تیر از شست رفتہ کا کیا علاج
دارا نے فرمایا سکندر کے نام نامۂ تہدید رقم ہو امید و خوف کا مضمون پر قلم ہو
دبیر عطارد نظیر نے جادو سے سحر سامری کا جلوہ دکھلانا شروع کیا

دارا کا نامہ لکھنا سکندر کے نام

بعد حمد خداوند جل و علا و نعت سرور انبیا تحریر مدعا ہی کہ اس کینہ خواہی سے

کچھ حصول نہین برابری کا دعویٰ فضول ہی میدان رزم کی جانبازی لڑکون کا کھیل نہین تلوار کا وار چھٹی کا دودھ یاد دلاتا ہی تو ابھی جنگ نادیدہ گرم و سرد ناچشیدہ ہی ناحق رون کی چھاتی ہر پاؤن نکالتے ایسے گمراہ ہوسے کہ باپ دادے کی لیک بھولے شباب کی ترنگ مین دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی زنگیون کو مار کر ایسی سُرخروئی ہوئی کہ اپنے سیاہ و سفید کا ہوش نہین خراج گزاری مین تاخیر کرنا پرانا چال چلن بگاڑنا بہتر نہین ناحق خودسری مزہ چکھائیگی روح مرقد مین آرام نہ پائیگی جسوقت نامہ آیا سکندر نے درجواب لکھایا

سکندر کا جواب لکھا دارا کے نام

شکر و سپاس کے سزاوار وہ کردگار رہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے صاحب تاج بنایا بداندیشون کا سر آستانۂ اطاعت مین جھکایا آپ کا نامہ آیا حال دریافت ہوا خود فروشی نہایت بد ہی خدا اور رسول کے نزدیک ذہی کسے معلوم کون صاحب تخت و تاج ہو کون گور و کفن کا محتاج ہو جاہ و حشم کا غرور بیجا ہی فرعونی نازیبا ہی تو بھی مان کے پیٹ سے اورنگ و افسر نہین لایا یہ سارا کارخانہ اسی دنیا مین خدا نے عطا فرمایا اب ہماری مدد پر فضل خدا ہی کیا عجب کہ روے زمین کا بادشاہ بنائے اپنے نیازمند کو شہنشاہون سے بے نیاز فرمائے بخدا جسوقت فتح پائی زردشت کی آتش فساد بجھائی اسی مین بہتری ہی کہ شیرون کے مقابلہ پر سخ نہ کر تیری کیا بساط کہ فرزین کے مانند کجروی دکھلائے اور کوتاہ عقلی کی کشت نہ کھائے بلکہ ایسا منصوبہ کر کہ دولتخانہ خاص پیل بند اور شہ بچا ہمارے تخت کی جستجو مین تختہ تابوت کی آرزو نہ کر ورنہ انجام کو موت ہو

بے آبروئی کی بات ہو بہت دست بردی نہ دکھلا بہتر ہو کہ دارا ہو صلح آشنا ہو
اودل ادھر سے عزم نہین ہوا تو نے سوتے سانپ کو جگایا لشکر لیکر چڑھ آیا
تدبیر شرط تھی ہمنے بھی صف آرائی کی اب دونون طور پر رضامند ہون
جو عزم ہو بسم اللہ دیر نہ کیجیے جدھر میل ہو جواب دیجیے جسوقت یہ مضمون
دارا نے سنا سر دھنا غرض کہ لڑائی کی ٹھہری مدارا کی نہ رہی دونون لشکر نے
موصل کے میدان مین قرار کیا عزم پیکار کیا

میدان رزم کا صاف ہونا یا ہمدگر مصاف ہونا

جسوقت یکہ تاز سپہر بمہر نے سر میدان فلک پر ترکتازی شروع کی
طرفین سے لشکر تیار ہوے لڑنے بھڑنے کو سوار ہوے اول دونون طرف
درنگ ہوا کہ شاید صلح کی ٹھہر جاے بے لڑے کام نکل آئے تقدیر تو درپئے مخالفت تھی
تدبیر درست نہوئی صف آرائی کی ٹھہری میدان مصاف صاف ہوا لشکرون نے
پرا جمایا قواعد کے وہ رنگ ڈھنگ دکھلائے جسکو دیکھکر چرخ گردان
اپنی گردش سے دست بردار ہوا مریخ ساخنجر گذار گھبرایا زمین کو چلا آیا
نقیبان خوش گلو نے بہادرون کے دل بڑھائے شجاعون کے چہرے
جوانی کے فروغ سے تمتمائے دہل اور کوس کی آواز کوسون تک
جا دو سازتھی نوبت وکرنا کا شور اپنی نوبت پر کروبیون کے کان تک پہونچا
تلوار جو نکلی دیکھنے والون کی آنکھ مین بجلی سی کوندگئی شمشیر خارا ونکی چمک سے
برق کی آنکھین جھپکنے لگین تیر وکمان کا وہ سناٹا ہوا کہ ہوا کا سلامت
نکل جانا دشوار تھا گاو زمین کا کلیجہ گھوڑون کے سُم سے ٹکراتا تھا

آفتاب اس دوڑ دھوپ کو دیکھکر مشرق سے مغرب بھاگا جاتا تھا بانکے ترچھے جو
برچھیون کی آن بان دکھلانے لگے قضا کے بھوکے برچھے کے پھل کھاکر
پیٹ بھرنے لگے غضب کا ہنگامہ برپا تھا گھوڑون کے نعل سے آگ نکلنے لگی
آتش کارزار بھڑکنے لگی دارا کو آشفتگی جو آئی معرکہ رزم کو باگ اٹھائی جدھر
سر اٹھایا گردن کشون کو خاک مین ملایا یہ زد وکشت کی کہ چودہ طبق کے ورق
پریشان ہوئے ادھر سے سکندر بڑھا ایرانی پر لرزہ چڑھا حواس چھپ گئے
آسمان پہ بخار چھا گیا مریخ کی نبض ساقط ہوئی شیر فلک کا بیتاب خطا ہوا
سیکڑون ایرانی تہ خاک ہوے زندگانی کے قصہ پاک ہوے دارا نے
سکندر کی جو یہ تب وتاب دیکھی صفرا جوش پر آیا سودا جو بڑھا آنکھون سے
خون برسنے لگا لشکر کو حکم دیا کہ ایکبارگی گھوڑے دوڑا کر حملہ کرو جی کھول کر لڑو
یہ مقام ننگ ونام ہے جانبازی کا ہنگام ہے سکندر نے یہ غوغا سنکر
اپنی فوج کو للکارا کہ پیچھے جاتے نہ دیکھیو اس صدا سے دونون لشکر ٹوٹ پڑے
تیر وخدنگ سے مور پر گذر تنگ ہوا سخت معرکہ جنگ ہوا تلاطم تو مچا تھا
کسی مخالف نے سکندر پر تلوار لگائی حافظ حقیقی نے صاف بچائی مگر اُس
انجان کی نادانی کی سزا مین جان گئی یکایک شام نمودہ ہوئی شاہ انجم سپاہ
بڑے زرق وبرق سے نکل آیا دونون لشکر نے آرام کیا۔

صبح محشر کا نمود ہونا دارا کا سرہنگون کے ہاتھ سے جان کھونا

جسوقت قہرمان خاور کے قہر وجلال سے شاہ انجم سپاہ ماہ کی فوج مین بھاگڑ ہی پڑی
اور خادمان حضرت قمر کے قدم میدان زرنگاری مین ثابت نہ رہے

گھبراتی ہی افسوس صد افسوس کیسی سمجھ ہی سمجھانے والے سیکڑون موجود مگر اپنی
ذات کو سمجھ نہین خود کو سمجھا نہین سکتے واللہ عالم کیا سمجھتے ہین

بزرگان ایران زمین سے سکندر کا عہد فرمانا

جبوقت سکندر نے ایران پر فتح پائی بندہ نوازی دشمن گزاری کا عہد مشتہر فرمایا
بزرگان ایران کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا عہد نامہ کی مضبوطی کی ہر شخص کی
قدر و منزلت بلند کی جب اس بندوبست سے فراغ پایا دونون سرہنگون کو
دار پر کھنچایا منادی مشتہر ہوئی کہ خداوندکشی کی یہ سزا ہی نمکحرامی کا بدلا ہی
اس راہ و رسم سے ایرانی شاد ہوئے بدگمانی کی فکر سے آزاد ہوئے
پھر محفل نشاط کا ڈھنگ ڈالا راگ و رنگ کا چرچا نکلا اعلا کا ہجوم ہوا
سکندر نے فرابرز سے فرمایا تو نے دارا کو نصیحت نہ کی سلامتی کی راہ
نہ دکھلائی صلح و آشتی کی خوبی نہ سمجھائی اُسے غرور جوانی نے آدبایا
مگر تجھے اس بوڑھی ڈاڑھی کی شرم نہ آئی حرف راست زبان پر نہ لایا گمکردہ
راہ کی رہنمائی نہ کی اُسنے جواب دیا جب ادبار آتا ہی بخت بدستا ہی ہماری پند
و نصیحت بیکار ہوتی ہی تقدیر کے روبرو تدبیر روتی ہی نہ پند کام آتی ہی نہ نصیحت
بھاتی ہی قضا گوش شنوا کر کرتی ہی کچھ بن نہین پڑتا آدمی اپنے ہاتھ سے
پانون پر کلھاڑی مارتا ہی تیرے اقبال نے اُسے پایمال کیا میری موعظت
پسند نہ آئی اُسنے کچھ خیال نہ کیا اب حضور کی باری آئی عدل و عدالت سے
کام ہے دارا کی جو رو بدعت کا شکوہ دور فرمائیے یہ انداز تھے کہ ہر ایک ناساز تھے
بزرگ چھوٹون کے مغلوب تھے کمینون کی شرفا پر حکومت تھی یہ دونون سرہنگ بھی

مصاحب خاص تھے مضمون نے دغا کی کمر امی پر کمر باندھی افسوس یہ ثمرہ
اُسی بدی کا ملا سکندر نے اس شور و شر سے آگاہ ہو کر حکم دیا رسم دیرینہ
تقویم پارینہ کے مانند باطل ہو ہر شخص اپنے کسب و ہنر میں مشتغل ہو دوسرے کی
دستکاریون مین اپنے دست قدرت نہ دکھلائے اس روش ناپسندیدہ سے
ہاتھ اُٹھائے اُستاد کا کلام ہے جہان را عمارت نماند بسے
چو شغل خود دگر زد کسے

اطفائے نائرہ کفر و فساد سکندر کی عدل و داد

آتش زبانان تیز لسان نے شمع طلاقت کی یون روشنائی دکھلائی ہے کہ اُس
زمانہ مین آتش پرستی ہوتی تھی جو آتش پرست لاوارث فوت ہوتا
اُسکا زر و مال آتشکدہ مین ضبط ہوتا حق تلفی سے ہر شخص روتا سکندر نے
یہ مذہب بد سمجھا آتش خانہ مین آگ لگائی مظلومون کے دل کی جلن بجھائی
لکھا ہے کہ اول بابل مین آیا دین خدا چمکایا آتشکدہ مسمار ہوے آتش پرست
منفی النار ہوے وہان سے آذر آبادگان مین رونق افروز ہوا بنائے خرابی توڑی
کفر کی نشانی نہ چھوڑی رفتہ رفتہ شہر سپاہان مین آیا وہان پر سام
ابن نوح کی ایک دختر جادوگر رہتی تھی آذر ہمایون نام نہایت شریر آتش کی پرکالا
شوخ و گلفام جادوگری مین طاق شعبدہ بازی مین شہرہ آفاق
سکندر نے اُسکے آتش خانہ کے انہدام کا ارشاد فرمایا لوگون نے جب اُدھر
قدم بڑھایا وہ شعلہ خو اس خبر سے آگ ہو گئی دل ہی دل مین جل کر
اژدر شعلہ فشان بنکر نمودار ہوئی یہ قہر کی بلا دیکھکر ہر ایک من مارے

واپس ہوا کسی کا دل نہ ٹھہرا یا کہ روبرو جا کر آنکھ ملائے جب سکندر کو اس معرکہ سے
آگاہی ہوئی پیچ و تاب کھا کر ارسطو سے ملتجی ہوا وہ بولا کہ یہ جادو کا کھیل ہے
بلنیاس کسی قدر اس رمز سے آگاہ ہے اُسے حکم دیجیے کہ یہ پیچ و خم دور کرے
بادشاہ نے بلنیاس کو حکم دیا اُسنے سر موقع پہونچ کر ہر طرح کا سحر و جادو آزمایا
مگر اس جلی ناگن کا مار پیچ کچھ ہاتھ نہ آیا آخرکار جب وقت معہود آیا افعیٔ زہر
ایک بوٹی سنگھائی اس اژدہی پر چھڑکائی حکم خدا سے وہ ساحرہ سارا
رنگ و ریو بھولی ناچار ہو کر بلنیاس کے پانون پر سر رکھا جان کی پناہ چاہی
اُسنے جو روے رخشان دیکھا عشق کا سانپ چھاتی پر لوٹ گیا کالے ناگون کا
نشہ آنکھون مین لہرایا واہ رے عشق اژدہے کو مارا مگر ناگن کے بیچ مین مارا
کوئی منتر نہ چلا افعیٔ سر بریدہ کے مانند پیچیدہ ہوا الغرض آتش خانہ مین آگ لگا
دل ٹھنڈا کر کے پری پیکر کو ہمراہ لیکر سکندر کے دربار مین آیا کلمہ شفاعت
زبان پر لایا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ دیو پری صورت تجھے مبارک ہو مگر اُسکے
مکر سے بچے رہنا مجنسی پر نازان نہونا جسوقت اس معرکہ سے فراغ ہوا روشنک کا
دھیان آیا وزیر سے فرمایا خلعت شاہانہ دارا کی ماتم پرسی کا روانہ کر او پردار کے
مشکوے اقبال کو قدم اُٹھا روشنک کو سوار کرا لا وزیر خوش تقریر مع
ہودج زرنگار و محافہ پُر بہار بہے گرد فر سے روان ہوا در دولت پہونچ کر
گذارش کی کہ یہ سانحہ مشیت ایزدی سے بر روے کار آیا تقدیر کی
سپرداری محال ہے تیر قضا کا روکنا اشکال ہے اب گذشتہ واقعات کا تصور کرنا
ناحق کا دردسری ہے ہر ایک متنفس کو یہی رہ گذر ہے خلاصہ یہ ہے کہ دم آخر مین

دارا نے وصیت فرمائی تھی کہ روشنک کو سکندر اپنی بیگم بناے داراکی روح تازہ فرمایے اسو لسطے خود بدولت ادھر آیا میرے ہمراہ سواری بہیجی وصیت کا ذکر درمیان لایا اب یہ التماس ہے کہ روشنک کو سوار کرو الک خانے جواب دیا کہ زہے عزت و توقیر جو شاہ عالمگیر نے اپنی کنیز ناچیز پر عطوفت فرمائی ہم سب بندہ بے دام ہین سرکار کے غلام ہین جب ساعت سعید مقرر ہو ہمین ہدایت کرو تاکہ روشنک درگاہ والا مین حاضر ہو وزیر سے یہ خوشخبری سکندر کو سنائی قرآن السعدین کی ساعت مقرر فرمائی آخر وہ دن آیا کہ غنچہ آرزو خندان ہوا حاسدون کا حال پریشان ہوا قاضی نے دولہا دلہن کو راضی پاکر نکاح پڑھا سکندر سے کابین مین ملک عجم لکھدیا جشن شادی شروع ہوا ناچ رنگ ہونے لگا غلغلہ تہنیت آسمان تک پہونچا غمہاے دیرینہ کی رخصت ہوئی دریاے سخا جوش پر آیا وہ گہرریزی ہوئی کہ ابر نیسان عرق خجالت مین غرق ہوا دریا ہمہ تن پسینا ہوکر بہا جب شب وصال آئی مہر و ماہ نے ایک برج مین آرام فرمایا کام دل حاصل ہوا غنچہ مراد کھلایا

سکندر کا تخت کیانی پر جلوس کرنا اور دلا زمین سے صلح و آشتی کرنا

کہتے ہین کہ سکندر سپاہان سے اسطرح آیا بجاے کیومرث کیانی تخت پر جلوس فرمایا اعیان سلطنت ارکان دولت نے نذرین دکھلائین ہر ایک نے عزت پائی جسوقت سکندر نے تخت پر قدم رکھا یہ چند کلمہ زبان پہ لایا کہ شکر و سپاس سے کے سزاوار وہ پاک پروردگار ہے جسکے طفیل سے مجھے تخت گاہ فسرلا گوشہ فرقدان سے تاج بڑھا الغرض جب سکندر کی حکومت حبش اور

خراسان در چین اور غور تک ہو گئی بادشاہ عالی جاہ کو ایک روز یہ غور آیا کہ ہم
ادھر ادھر کی فتح و فیروزی میں رہتے ہیں مبادا کوئی دشمن موقع پا کر یونان پر حملہ
چڑھ آئے آبائی ریاست ہاتھ سے نکل جائے نیرنگی ایام سے کچھ دور نہیں
غور بجا ہے تدبیر ضرور یہ ہے مقام خوف و رجا ہے ارسطو کو فرمایا کہ تو
مع گنج و مال اور روشنک کے یونان کی راہ لے میری نیابت کر عدل
و داد سے دست بردار نہونا رسم و راہ دیرینہ ہاتھ سے نہ کھونا وزیر نے
عرض کی کیا مجال جو سر مو عدول ہو خلاف حکم عمل کروں آخر کو
عزیمت کی ٹھہری چلتے وقت ارسطو نے یہ نصیحت کی کہ ایک جگہ پر زیادہ مقام
نہ کرنا جہاں فتح پانا اُسی ملک کا حاکم مقرر کرنا خود بذات خاص نگران نہ رہنا
بادشاہوں کی خونریزی سے ڈرنا یہ قوم بزرگ ہے دل آزاری دیکھیو
داد دیجیو ہر ایک کی خاطرداری ضرور ہے تاکینہ دری نہو دارا کا انتقام
تازہ نہو مقابلہ پر نہ آئیں سرکشی نہ دکھلائیں بادشاہوں کا ہر حال خیال رکھنا
ایسے ایسے چند نصائح کر مع روشنک یونان کی راہ لی اتفاقات
حسنہ سے روشنک حاملہ تھی یونان پہونچ کر وضع حمل ہوا سکندر نے
خبر پا کر اسکندروس نام رکھا ارسطو تعلیم و تربیت کرنے لگا ادھر
سکندر نے چند روز زمین عرب کا سفر کیا عرب اور عجم زیر فرمان
کرتے ہوئے بیت اللہ آیا سجدہ شکر ادا فرمایا وہاں سے براہ یمن قرار پایا
یہاں بھی کام دل پایا ناگاہ آذر آبادگان کا ایلچی یہ پیغام لایا کہ حضور نے
ہفت کشور پر توجہ فرمائی مگر ادھر تشریف نہ آئی ہنوز اس زمین میں آتش پرستی ہے

وہی آگ جو ملتی ہے وہان کا والی دوالی نام نشہ نخوت سے بدمست ہی اگر دایرہ دولت ادھر آئے یہ اندھیارا دور ہو جائے سکندر نے جو یہ حال سُنا کوچ کیا والی ارمن نے خبر سُنتے پیشوائی کی اطاعت سے سر جھکایا نیازمندی دکھلائی سکندر کی بدگمانی دور ہوئی خزانے کی کنجیان نذر مین آئین سکندر اُسکے حسن اخلاق سے شاد ہوا منصب خاص کا عہدہ پایا چند سے وہان آسایش کی روم کی وضع پر عمارت نبوائی نام کو نشانی تیار کرائی۔

بردع مین پہونچنا سکندر کا نوشابہ کی ملاقات باہمی مدارات

فارس مضمار نکونامی حضرت مولانا نظامی نے یون لکھا ہے کہ بردع نام ایک ملک تھا نہایت آباد زمین زرخیز اطراف سرسبز رعیت شاد کوسون تک صحرا باغ کی طرح سیراب ہر قطعہ غیرت فردوس شاداب چرند پرند کی وضع نرالی کوسون تک گل و لالہ و نافرمان کی انوکھی بہار ہر طرف نسرین و نسترن کے چمن زار غیرت مصر و کنعان ہر در و دیوار کوی و برزن سے آثار جنان آشکارا وہان ایک عورت بادشاہ تھی نوشابہ نام صورت و سیرت مین یکتا برگزیدۂ انام سراپا روکش بہار غیرت سرو قیامت رفتار گل اندام یوسف ادا جسکے روبرو ماہ و خورشید بے نور پاے رنگین کے مقابل مین بے رنگ چہرۂ خورشیاب کی آمد جوانی کے سن بہار لوٹنے کے دن قد کے روبرو سرو پامال شاخ طوبے ادنے مثال زلف مسلسل مین وہ عالم کہ ستیں کو حلقۂ غم مین پھنسائے اگر چوٹی کی لٹک کو زنجیر لکھیے موشگافون کو دام فکر مین

اُبھانے روح پیشانی تختہ نورانی یا صبح انوار معانی چتون کی شرارت سے
نشہ غزالان ہرن ہو ہرن چوکڑی بھول جاے آنکھین :: ملاے بینی نے
خود بینی سکھلائی الف قدرت نے لطافت دکھلائی ہزار دو رہنی کی ناک کی
تشبیہ :: پائی فکر سخن دم ناک بین لائی دہن تنگ کی تعریف کیا لکھون شاعرون نے
معدوم لکھا ہے ہماری ایسی تلاش کہان :: پدشش مضمون سے
یہ عقدہ سربستہ کھولین ہان اثبات نفی کی یہ تدبیر دہات کرنے سے شک
ہوتا ہے کہ محل تقریر ہے گردن کی صفائی پہ خوبان چین وچگل گلا کاٹتے سینۂ صفا کے
روبرو شاہدان فرنگ اپنی میروصی ملتے چھاتیون کی اُبھار نے
گردن کشی کو نیچا دکھلایا تھا فوارہ جوشش نوجوانی نے دریاے
شباب سے سر اُٹھایا تھا کمر نازک کی مثال بال سے دینا فکر کو وبال ہے آدھا بال بھی
لکھنا خام خیال ہے ہزار بار بال کی کھال کھینچی جاے مگر عنقا رخیال کمر کا پتا نہ پاے
ایک ہزار بار گرہ پری دیدار کرو بی شکار مبارک آثار خدمتگزار مین ہزار سوار جرار
حاضر دربار یہ آئین مقرر تھے کہ ذکور کا مذکور نہ کوئی مرد محل کے نزدیک ہو [illegible]
[illegible]ت کار پرداز رزم بزم مین دمساز ہر ایک نازنین شجاعت مین ایسی گستاخ
[illegible] ور ورستم دستان پیر زال کے مانند لرزان اور اشکبار اسفندیار سا
[illegible] اگر ایسے خار انشگافون کے روبرو آتا آنکھ ملاتے چشم زخم اُٹھاتا
[illegible]ن مجال کہ ایسے غزالون کے روبرو آتا اور ہوش وحواس کی چوکڑی
[illegible] انتظام سلطنت کا یہ حال تھا کہ گذشتہ سلاطین کی نصفت اور
عدال[illegible] ہی مثال رعیت نوازی دشمن گدازی مین نامدار مردون سے

بڑھکر کہین ہوشیار باوجود اس دولت و اقبال خدا داد کے شہوت نفسانی سے
بیخبر شب و روز یاد خدا سے کام تھا سکندر نے جب یہ کیفیت سنی مشتاق دیدار ہوا
آخر اُسکے نواح دلکشا مین خیمہ لگایا نوشابہ کو سکندر کے آمد کی خبر جو پہونچی
دارا کا خیال آیا مہمانداری فرمائی ہر طرح کے تحفہ نادرات زمانہ ارسال کیے
نیازمندی ظاہر کی بیان سکندر کو دیدلی جی سے لگی تھی ایلچیون کا لباس پہن
نوشابہ کے دربار مین آیا محلداریون نے بانو سے کہا کہ والی روم کا
سفیر آیا ہو نوشابہ نے بعد زیب و زینت شاہانہ حکم احضار فرمایا سکندر
اندر آیا در و دیوار پر بہار کے نقش و نگار نے ایسا فریفتہ کیا کہ پاس ادب
فراموش ہوا نوشابہ اس ڈھنگ سے متحیر ہوئی غور جو کیا
خود بدولت کو پایا کہ ایلچی بنکر آئے ہین نیا سوانگ لائے ہین مگر یہ حرف
زبان پر نہ لائی بیٹھنے کی اجازت فرمائی سکندر نے قاصدانہ آداب و دعا
عرض کر کے کہا کہ سکندر کا یون پیام ہی کہ چند روز سے ہم ادھر آئے
آپ کا نہ حاضر ہونا موجب بغاوت ہی یہ کیسی رسم طاعت ہی مہمانداری
سبز باغ دکھلا کر فریب کیا خود نہ آئین اسمین بہبود نہین خام خیالی مین کچھ [illegible]
بہتر ہی کہ پناہ دردولت پر جبین سائی کیجیے غرور و نخوت کو [illegible]
نوشابہ نے طرز تقریر سے متعجب ہو کر فرمایا شاباش مرحبا اچھے طلب [illegible]
ہین طلب کیا مگر مطلب ہوے خود آ پہنچے اللہ اللہ کیا شان شاہی ہی [illegible]
پیام گزار ہوے ہین اُسی وقت خبر ہوئی تھی جب تیری گفتگو [illegible]
ورنہ ایلچی کی کیا جان کہ ایسی بیتر کلامی سے پیش آئے اپنی جان کا خو[illegible]

اب شان و شکوہ کی نہ لیجیے خود فروشی سے باز آئیے رہائی کی فکر کیجیے سکندر
سپے کی سنکر ہراسان ہوا زبان آوری سے بولا کہ ایسا کلمہ زبان پر نہ لایے
جادۂ اعتدال سے گام فرسائی نہ فرمایے کجا شاہ والا قدر اور کجا بندہ
خدمتگار قربان جایئے حضور کی فہمید پر جو پیام گزاری کے امتحان پر
نازان ہو مین ای صاحب نرہ شیرون کا پیام ہر روباہ کی بازی نہین دلیرون کا
کام ہر بہانہ عبث ہر حیلہ مین بیہودہ سین آیندہ جو رائے مین آئے حکم ہو
کہ بندہ اپنی راہ لے نوشابہ نے فرمایا ہٹ کی دو انہسین گویائی کی انتہا نہین
سکندر کی تصویر منگا اُسے دکھلا فرمایا اِس پارہ حریر مین مشاہدہ کر کسکی
صورت ہے سکندر نے جو نگاہ کی خط و خال کا نقشہ بعینہا اپنا نقش نظر آیا
بال برابر فرق نہ پایا طرفۃ العین مین آنکھ جھپکی سر جھکا لیا دل سے کہا
قہر ہوا دشمن کی نظر لگی فلک کو تہ بین کی چشمک ہے بخت بیدار نے چشم پوشی کی
کہ دیدہ و دانستہ ہمنے ایسی خطا کی اب باک مارنے مین سر تن سے
جدا ہے کوئی دم مین چھری اور گلا ہے نوشابہ نے جو دیکھا کہ صورت دیکھتے
صورت بگڑ گئی بنا کر کہنے لگی کہ ہراسان نہو اس صورت سے اکثر خطرات
درپیش آتے ہین مگر ہمین گھبراتے ہین ہمنے اس نظر سے تصویر دکھلائی
تاکہ میرا حسن عمل تیرے لوح دل مین نقش ہو محبت اور الستیام کا نقشہ
درست ہو جائے اور آیندہ کو یہ پند ہو کہ ہر جگہ کی آمد رفت بے باکانہ چلا جانا
بند ہو یہ تو آپ کا مکان ہے لونڈی فرمان برداری مین حاضر بجان ہے
مجھے فقط عورت کے گمان پر ذلیل نہ سمجھنا پردہ مین رہتی ہون مگر زمین و آسمان کے

پردہ میری نظرون مین سے ٹلے ہوئے ہین ہر طبقے سے ہوشیار ہون سکندر کی
ہراسانی اِس جواب شافی سے دور دل جمع خاطر مسرور ہوئی اُدھر نوشابہ
تخت سے اُتر کرسی زرین پر جلوہ گر ہوئی سکندر کو تخت پر بٹھایا سرخروئی کا رنگ
جمایا خاصہ کی طرف رخ کیا ہر قماش کی خورش جیسی کہ تاجداران شمشیرزن والا تبار کو
درکار ہو موجود ہوئی منجملہ اشیاء خوردنی کے ایک خوان مین چار بلور کے پیالہ
سرپوش لگے رکھے تھے سکندر نے اُدھر ہاتھ بڑھایا سرپوش جو اُٹھایا پتھر سے
لبریز پایا یہ شعبدہ دیکھ کر ہاتھ کھینچ لیا نوشابہ نے کہا نوش کیجیے تکلیف کی نہ لیجیے
شہریار کا مگار عجیب ہوا کہ رکابیون مین بھرا ہے پتھر ہین کیا خاک کھائین جھوٹھا
مزاج اُترا مین نوشابہ فرمانے لگی کہ پتھر پڑے ہین ایسی سمجھ جب پتھر نہین کھا سکتے مگر ان
پتھرون کے واسطے سر پھوڑتے ہین جاتہ بیٹا بکا رشتہ توڑتے ہین سکندر نے کہا
ہزار آفرین تیری رائے پر اگر انصاف کر کہ تاج شاہی مین لعل و گوہر کا ہونا ضرور ہوگا
رکابی مین عقل سے دور ہی ندامت کا خیال نہین ملامت ضرور رہی بعد ازان سترخوان چنا گیا
اقسام اقسام مزہ کا کھانا نوش فرمایا جب دسترخوان سے فرصت ہوئی ساقیان گلعذار
مغنیان شعبدہ کار کو اجازت ہوئی صحبت نائے و نوش کا مشغلہ ہوا وہ سمہ بندھا
کہ پرستان کا سم نظر سے گر گیا رامشگران جادو نوا نے مشتری کا دل لبھایا نوائے فلک کا
بھاؤ گھٹایا بعدہ سکندر نے رخصت لی اپنے لشکر کو معاودت کی چلتے وقت امن
و عافیت کی عہد فرمائی عدم مزاحمت اور ایذا رسانی کے قول و قرار درمیان آئے

نوشابہ کا سکندر کے لشکر مین آنا کام دل پانا

دوسرے روز جب شہنشاہ مشرق بڑے تزک سے چار دانگ عالم مین جلوہ افروز ہوا

نوشابہ نے خواب نوشین سے بیدار ہو کر درگاہ سکندری کا عزم کیا عروسانہ زیور زیب و سے آراستگی فرمائی نبی کی صورت بن ٹھن کر بروش گلزار بڑا سا قد آرایش گوناگون سے سراپا بہار ہو ادار پر سوار روان ہوئی جلیسون نے بھی تازہ آرایش کی بال بال کی زیبایش کی زیور لباس سے سج سجا بالکل ادا بنا ہمراہ ہوئین اسکے کروفر سے سکندر کو خبر پہونچی باعزاز تمام ہاتھون ہاتھ لیا کرسی زرین نشست کو عطا فرمائی ہر طور پایہ بڑھایا جشن خسروی کا سامان کیا نغمہ سرایان خوش گلو نے زرق برق پوشاکون سے سج سجا کر ناچنا گانا شروع کیا گٹکری کی کسک طبلے کی گمک نے کروبیان عالم قدس کے کان کھولے پری جمالون کی پیشوازکا چکر کھانا نوٹی فلک کو چکر مین لایا فرشتہ خان بیٹھا وجی ہونے لو آسمان اتر آئے زمین کو غش آیا شہریار بیدار دل نوشابہ سی معشوق نازنین کے ہمراہ تماشا مین گرم دید اور دور جام بادہ گلفام سے سرشار ایک طرف کلیجہ کو مسوستا تھا دوسری طرف دشمنون کو کوستا تھا غرض اسی سرور و سرور مین سلسلہ کلام چھڑا لطف و اخلاق کے مذکور ہوئے جانبین اس حسن اتفاق سے مسرور ہوئے درد دل گھٹا محبت کا سررشتہ بڑھا چلتے وقت پادشاہ عالیجاہ نے نوشابہ کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور اسکی پیش خدمتون کا بھی مرتبہ بڑھایا چندے اسی نا سے نوش مین شب و روز بسر ہوا طرفین سے صدق و وفا کے پیمان ہوئے قول قرار موکد بایمان ہوئے سہ خوشا وقتی و خرم روزگارے

کہ یارے برخورد از وصل یارے

سکندر کا سیر دنیا کے ارادہ پر سفر کرنا قلعہ کا لڑنا و جور قفچاق کی فریاد دیوار بنیاد کی بنیاد بنوانا

مجلس آرایان کارنامہ سخنوری و بہار پیرایان گلزار حقیقت سکندری نے یون تحریر کیا ہی کہ جب نوشابہ کے جشن سے فرصت ہوئی ایک روز حکماے دور اندیش ندیمان صفاکیش کو جمع کرکے فرمایا کہ یون مکنون ضمیر والا ہی کہ تمھاری صلاح و مشورت کی مدد سے ہفت اقلیم کی سیر کرون انتہاے عالم تک زیر کرون اول ارادہ تھا کہ روم کو جاون چندے استراحت فرماؤن اب یہ راے ہوئی کہ سنجاب و سقلاب ہوتے ہوے کوہ البرز جائیے وہان سے دریا کی راہ سوار ہوجیے جب ساحل مدعا ہاتھ آے ایک ہفتہ سیر و شکار مین دل بہلائین خوشیان منائین سرداران لشکر نے عرض کیا جو حضور کا ارشاد ہو بندگان جان نثار کی کیا مجال ہی جو عدول کرین اگر کوئین مین جھونک دو چاہ سے گر پڑین انکار نہ کرین جانفشانی کو ہر جگہ تیار ہین خشکی اور تری مین فرمان بردار ہین سکندر اس جواب سے خرسند ہوا زر و جواہر گران عطا فرمایا ہر ایک کو شاد کام کیا مگر یہ خیال ہوا کہ فوج زر و جواہر سے گرانبار اور سفر دور و دراز کا اختیار ہی ایسا نہو راستہ مین کوئی خطرہ درپیش آے فلک ناتوان مین نیرنگ دکھلاے اور یہ مثل مشہور ہی ؎ کہ سونے سے مسافر کو خطر ہی ✚ لاجرم بلیناس سے چارہ کار کی التجا کی اُسنے یہ تدبیر کی کہ لشکر کا گنج فند زمین مین دفن ہو ہر شخص اپنا نشان بنلاے جب اِدھر آئے پتہ پر نشان پاے

مال مدفونہ بیجاے ہر ایک نے یہ تدبیر تعلوہ کی کار دلخواہ کا انصرام ہوا پیشری کا
اہتمام کیا جب سے سکندر کو ایسے ایسے فتوحات عظیم ہاتھ آئے تھے شب و روز
عابدان کنج نشین کی خدمت مین جاتا دعاے دلی کی التجا کرتا اس راہ ورو سے
لشکری بیدل ہوکر اکثر شاکی تھے کہ فتح و نصرت مین تو ہماری جان کھپتی ہی
ہمارا زور بازو کام آتا ہی اور بادشاہ فقیران بے دست و پا کا شکرگزار ہوتا ہی
ہماری جانفشانی پر خیال نہین لاتا الٹا کارخانہ ہی اظہار منت سے بیگانہ ہی
بادشاہ نے یہ ماجرا سنا گر اسوقت جواب دینا خلاف جانا انجان ہوکر
خاموش رہا جب وہان سے گام فرسا ہوے راہ مین ایک قلعہ ملا جسکا دربان
دروازہ بند کر سدراہ ہوا وہ حصن حصین نہایت متین منتخب روے زمین تھا جسکی
بلندی سے روبرو بام فلک پست نظر آتے تھے زمین کی چھاتی اسکے بار سے
پھٹی جاتی تھی سکندر نے حملہ کا حکم فرمایا ہر ایک نے بڑا زور و شور کیا چالیس روز
تردد رہا تدبیرین کین مگر کچھ نہو سکا ناچار ہوکر ساری سپاہ عذرخواہ ہوئی کہ
ہمارا زور بازو پیش نہین جاتا جسقدر تشدد ممکن تھا کیا گرزمانہ نے زبردستون کی
چشم نمائی کی ہمین زیر کیا شجاعت مین حرف آگیا سکندر نے فرمایا اس نواح مین
کوئی مرد خدا ہی لوگون نے پتہ دیا کہ فلانے غار مین ایک نورانی طلعت سرگرم عبادت
اقامت رکھتا ہی سکندر چند نفر ہمراہ لیکر سوار ہوا جسوقت زاہد اشراق باطن سے
خبردار ہوا غار سے نکل روبرو آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ حضرت سکندر مالک
ہفت کشور ہین سکندر نے ہاتھ ملایا غار مین جا فرمایا کہ آپ کو کیونکر ظاہر ہوا
کہ یہ سکندر ہی زاہد عجیب ہوا کہ شب تار مین چاند چھپتا نہین حضور کا نور

تابان ہوئی واقف ایک جہان ہوئی سکندر بولا کہ اسس لنج تارین کیونکر
گذر ہوی یہ مقام آسایش نہین جائے خطر ہے اُسس مرد خدا نے فرمایا کہ دنیائے دون کا
کارخانہ ہیچ پوچ جان کر یہان آیا تعلق دنیوی سے آزاد خدا کی معرفت مین
دل لگایا اب تم فرماؤ اپنی آرزو جتاؤ کہ کس ارادہ پر تکلیف فرمائی
کدھر خواہش آئی سکندر نے در کا حال بیان فرمایا فتح و نصرت کے
بارے مین التجا کی لجاجت سے سر جھکایا عابد دل آگاہ نے آہ کی قلعہ کی
حالت تباہ کی فرمایا تشریف لیجائیے یورشس فرمائیے قلعہ کے دو برج
گرے تیر ستارۂ اقبال چمکا باغی اطاعت کو تیار ہین یہ سُنکر لشکر کو واپس آیا
نائے نوش کا ہنگامہ گرم فرمایا ناگاہ خبر آئی کہ دربان در دولت پر حاضر
حضوری کا خواستگار ہے حکم ہوا سامنے آئے اُسنے حاضر ہوکر سر جھکایا
قلعہ کی کنجی پیش کی اور کہا حضور کے بخت بیدار نے ہماری خبر لی کہ ناگاہ
ناگہانی زد سے دو برج افتادہ ہوے ورنہ ایسی متانت نتھی کہ جلد تر فتح ہو جاتا
مگر تقدیر نے یاری نہ کی کہ ایسا قلعہ اپنے رتبہ سے گر گیا بادشاہ نے اس کلام کو
سُنکر لشکر کی طرف نظر فرمائی گذشتہ سوال محال اور خام خیال کی یاد دلائی
کہ تم لوگ چالیس روز دل سوز رہے مگر قلعہ کی اینٹ نہ پائی دعائے عابد نے
اینٹ سے اینٹ بجائی اس پتہ کی سُنکر سرداران لشکر شرمائے دعائے دولت و قبال
زبان پر لائے دوسرے روز قلعہ مین زینت افروز ہوا دوست کو عیش دشمنوں کو سوز ہوا
اسباب گرانمایہ ہاتھ آیا اپنی فوج کو تقسیم فرمایا عمارت جو خراب ہوگئی تھی تعمیر کرائی
اجڑے گھر بسائے اطراف والے پریشان حالی سے دادخواہ ہوئے

ترخچاقیون کے جور و بدعت سے ہم لوگ پریشان ہین شب و روز ہراسان ہین تخم ریزی کا خیال نہین کرتے اُنکی پامالی سے ڈرتے ہین اگر بادشاہ اُنکی رخنہ بندی فرمائے ہمین دام فکر سے چھوڑائے لہذا حکم ہوا کہ سد بنائی جاے تاترخچاقی ادہر راہ نہ پاے آخر کو پولاد و خارا سے دیوار بنائی اساس مستحکم کی بنا ڈلوائی مظلومون نے آفت سے رہائی پائی پھر وہان سے کوچ ہوا چند قدم آگے چل کر خیمہ لگایا بادشاہ نے واقفان راز سے اُس گرد و نواح کا حال دریافت فرمایا کسی نے کہا کہ یہان سے قریب ایک غار ہی وہان پر ایک حصار ہی جسکے اندر تخت اور جام کیخسروی ہی محافظ اُسکا سریری نام ہی سکندر اس مژدہ کو سُنکر بیقرار ہوا وہان کا عزم کیا صبح پر کوچ کی ٹھہری۔

سکندر کا کوچ فرمانا غار کیخسروی مین جانا

دم سحر قلعہ مذکور کی. اولی سریری یہ خوب جانتا تھا کہ سکندر کی مدد پر فضل ربانی ہی دوسرے اسکی قدردانی رئیس نوازی شرفا پروری سے بھی آگاہ تھا انجام کار سوچ کر دو منزل استقبال کو آیا نادرات زمانہ پیشکش کر کے باریاب ملازمت ہوا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اس تکلیف سے کیا مدعا ہی جلد ارشاد فرمائیے فرمان برداری کو حاضر ہون سکندر نے اول جیسا کہ واجب تھا مدارات کی پھر فرمایا جام کیخسروی کی دید کی تمنا ہی غار کی سیر کی التجا ہی سریری اس خواہش سے اپنی کاہش بھولا ہمراہ ہو کر قلعہ مین لایا ہر طرح پر فراز و نشیب اس مکان کا دکھلایا بعد ان عرض کی غلام اب ٹھہرتا ہی حضور جام زرین اور تخت پر تمکین کی سیر کرین

خدام محل خدمت مین ہمراہ جائین بادشاہ بلند اقبال دو چار خدمت گذر ہمراہ لیکر
گنبد زرنگار کی دید بہار کو آگے بڑھا وہان پر عروسان سرجبین نے خاصہ کھلایا
آگے بڑھکر تخت خسروی کے قریب آیا پاس ادب سے جانب پائین
سر جھکایا در و دیوار سے مبارکباد کا شور اُٹھا آخرکار تخت پر قدم رکھا تختہ
چوب کا پایہ بڑھایا کرسی نے سر جھکایا محافظ نے دعا دی کہ چار دانگ عالم کا
فرمانروا ہو بعدہ جام سنگ شراب ریحانی سے لبریز فرمایا کیخسرو کی
یاد مین نوش کیا و دنیاے بیوفا کی طرف جب دھیان آیا خسروش کیا
ساقی کو انعام عطا فرمایا بلیناس کو اُس جام کے خطوط دکھلائے
مگر مطلب حل نہوا صرف اُنکی شکل و صورت یاد کرلی آخرکو روم مین پہونچکر
اصطرلاب بنایا تھا غرض کہ تھوڑی دیر مین تخت سے اُترا بلیناس حکیم سے
ایسا طلسم بنوایا کہ جو کوئی زیادہ دیر تک اس تخت پر بیٹھنے کا قصد کرے وہ طلسم
اُسکو بزور تختہ زمین پر گرا دے سُنا ہو کہ ہنوز یہ نیرنگ قائم ہو آخرکار سکندر
غار کی دید کو سدھارا راہ سخت تاریک بال سے باریک تھی بڑی موشگافی سے
اس شگاف مین در آیا جب لب غار و اشگاف نظر آیا آگ کا شعلہ بلند پایا
بلیناس حسب الارشاد کمر مین رسی لگا نیچے اُترا اگرد کا کارخانہ پایا پس
اوپر چڑھ آیا سارا ماجرا کہہ سُنایا آخرکار سکندر نے فتح و فیروزی کے
ساتھ معاودت کی سریر کی توقیر بڑھائی قلعہ کی حکومت عطا فرمائی بعدہ
دریاے ژرف مین جہاز روان ہوا چندے بحری سیر فرمائی کنارے پر پہونچکر
سیر و شکار مین ایک ہفتہ بسر کیا

اصطرخ کا سفر اور انتظام حاکم رے کا انتقام

لکھا ہے کہ جب سکندر نے جام خسروی ہو کر کوچ فرمایا اصطرخ سے ایک سفیر آیا
اُسنے کہا کہ آج تک حسب الحکم انتظام کیا کسی طرح برخلاف رائے عالی
کوئی کام نہین ہوا عدل و عدالت کا اہتمام کیا مگر اب شورش اُٹھی ہے کہ
چند سیہ کار خیانت پرستی کو تیار ہین جو پائے پیکار ہین ہمارے پاس
ایسا لشکر نہین کہ مخالفین کی تنبیہ کرین اگر فوج شاہی مدد فرمائے مدعائے دل بر آئے
سکندر اس کج آہنگی سے جو باخبر ہوا سیدھی غنیم کے جانب راہ لی کوچ
در کوچ روان ہو کر گیلان آیا آتش پرستون کا منھ آتش غضب سے
جھلسایا زرتشت کے دین مین آگ لگا لی شور و فساد کی شرر ریزی بجھائی
وہان سے رے آیا دشمن پر جب یہ حال کھلا خوف نے ڈرایا روباہ بازی بھولی
گیدڑ بھبکی فراموش ہوئی ناچار چاہا کہ کسی چوہے کے سوراخ مین جا کر
اپنا ناموس بچائے جبلی عادت سے ہاتھ اُٹھائے سکندر کے کان مین
جو یہ بھنک پڑی اُٹھ جھپٹا سراغ لیتے ہوے شبخون کیا بدخواہ کو روز سیاہ دکھلایا
خودسری کا تماشا نظر آیا تن ناپاک سے سر علیحدہ ہوا بعد فتح نیشاپور آیا یہان
طرفہ معاملہ دیکھا کہ آدھا شہر بدخواہی پر آمادہ ہے پس کدوکاوش بیکار جانی پیکار سے
ہاتھ اُٹھایا پیشتر کو گام فرسا ہوا مروان آیا ہیر بد کی آگ سرد کی اور گشتاسپ کے
مال و متاع پرست بردکی روپیہ پیسہ زر و جواہر بہت کچھ ہاتھ لگا خراسان کا
راستہ لیا غزنین و غور ہوتے ہوے جا پہونچا سبحان اللہ تقدیر بھی
کیا خیر ہے جدھر سکندر نے رخ کیا کسی کی بساط نہوئی کہ مقابلہ پر گھوڑا اُڑائے

جسپر چڑھائی کی اُسکا سر کچلا گیا

ہندوستان مین آنا سکندر کا اور کید کا اطاعت کرنا فور کا مرنا

جسوقت ترکون پر فتح پائی ہندیون کے رام کرنے پر طبیعت آئی ہندوستان کو کوچ کیا کید ہندی کو پیام دیا کہ اگر عزم جنگ ہو تو میدان حاضر ہی اگر صلح و آشتی کی ترنگ ہو سامان شیشہ وساغر ہی جو ارادہ جدھر طبیعت کا میل ہو جلد اظہار کرو دعوت یا عداوت کا سامان تیار کرو یہان چند روز ہوئے تھے کہ کید نے ہولناک خواب دیکھا تھا دوسرے دارا کا معاملہ عین بیداری مین آنکھون سے دیکھا کانون سے سُنا تھا اب جو یہ پیام گوش زد ہوا زمانہ کے انقلاب سے کان کھڑے ہوئے دور اندیشی سے کام لیا جواب دیا کہ ہمین بجز اطاعت خیال نہین عدول حکمی کی مجال نہین بہر حال تابعدار ہین جسکے نسبت ارشاد ہوئے تخت وتاج حوالہ کرون اگر بندہ کو معاف ہو شرفا برداری سے بعید نہین المختصر شور وشر کی آرزو نہین رزم وپیکار کی جستجو نہین اگر خواہی نخواہی جنگ کروگے زور بازو دکھلاؤگے بھاگ جاؤنگا ہان بشرط امن وامان ایک عہد استوار ہی کہ اگر آپ قول کیجیے سوگند دیجیے عہدنامہ تحریر فرمائیے میری جان بخشی کا اطمینان دکھلائیے ایسی چار چیز پیشکش کرون جسکا ثانی شش جہت مین نہین ہر ایک شی اپنی یکتائی مین گواہ ہی اول دختر پری پیکر جسکے روبرو خورشید کا رنگ زرد ہی حور وغلمان کا حسن وجمال گرد ہی دوسرے جام نوشین جو تمام عالم کو سیراب کرے اور خود پُر آب رہے تیسرے فیلسوف جو گردش ایام سے خبردار ہی راز نہانی اُسکی عقل پر آشکار ہی چوتھا حکیم

جو حضرت عیسٰی کے مداوا کا دم بھرتا ہے بیماروں کے حق مین مسیحائی کرتا ہے اُر
ایلچی نے کہا اگر تم یہ اربعہ عناصر زمانہ کے نادر دوگے کبھی ذلیل نہوگے
بلکہ عزت ملیگی حرمت ہاتھ لگے گی کید نے ایک قاصد اپنی طرف سے اُسکے
ہمراہ کیا پیام سکھلا دیا جب یہ مژدہ سکندر کے گوش آشنا ہوا صلح و آشتی
درمیان آئی تحریر فرمایا دلجوئی کا وعدہ لکھا یا۔ نامہ مخفی نہ رہے کہ یہان تیغ و خنجر
تیار تھا دل عالی نادر و طلبگار تھا مگر تیری نیازمندی نے گردن جھکائی مصالحت کی
مصلحت ہوئی اب شایان تاجداری یہی ہی کہ ایفائے عہد مین تکرار نہو تا کہ نو عدیگر
انجام کار ہو کید ہندی نے جو ایسے بادشاہ کو اپنے کید سے ہند مین پایا فورًا چارون
تحفہ مع دیگر ساز و سامان کے ارسال فرمائے سکندر نے ہرچہار کا امتحان لیا
صورت و سیرت نادرہ روزگار پائی پری پیکر کی صحبت سے حظ نفس اُٹھایا
ہر طرف کو فتح نامہ لکھا وزیر خوش تدبیر کو بھی نوید بھجوایا اور اُس لعبت ہندی کو
روانہ یونان فرمایا

خاقان چین کا دربار سکندری مین آکر سرفراز ہونا

جبدم کید کی سرافگندی سے خورسندی ہوئی فور ہندی کا معرکہ روبرو ہوا
فورًا سر اُتار اپنا کام کیا آگے کا راستہ لیا شتابی کا یہ باعث ہوا کہ ہر روز
گھوڑے مرنے لگے گھوڑے کے حق مین ہندوستان کی خاک سم ہی
المختصر تبت ہوتے ہوے چین کے گرد و نواح مین آیا یہان کا فضاے صحرا
پسند فرمایا ایک مہینہ مقام ہوا گلگشت بیابان صید و شکار سے کام ہوا رفتہ رفتہ
خاقان چین نے یہ خبر پائی کہ سالار روم کا لشکر بڑے کروفر سے ابن زمین

اترا ہی فور و فغفور کا سلوک جو سُنا گھبرایا ہر طرف کے مرزبان کو تحریر کیا
کہ چین پر آفت آئی ہی بلاے ناگہانی آشکار ہوئی ہنگام مدد موقع عقدہ کشائی ہی
اس خبر سے بہت سا لشکر جرار ہر طرف سے حاضر ہوا سپاہ کا ہجوم ہونے لگا
جب بجے توزک اور دبدبہ کا سامان ہاتھ لگا دھوم دھام سے سوار ہوکر سکندر نے
لشکر سے دو کوس پر آکر خیمہ جمایا مگر یہ اندیشہ سوار رہا کہ دیکھیے زمانہ کس کروٹ یہ
اہرام کرتا ہی کسے زک دیتا ہی جاسوس مقرر کیے کہ سکندر کی خبر لائین اُنھون نے
خبر دی کہ سکندر نہایت دلیر ہی ہنگام رزم نرہ شیر ہی اُسکی شوکت و شکوہ سے
چرخ برین ستوہ ہی لشکر کا ہزار در ہزار انبوہ ہی عدالت اور شجاعت مین
یکتا روزگار ضعفا پروری مین نامدار سرکشون کے واسطے خنجر گزار ہی
جسنے اطاعت کی اُسپر مہربان ہوا جدھر سے گردن کشی پائی اُسکا عدو جان ہوا
خدا کی عنایت ہی جدھر عزم کیا فتح پائی سپر تقدیر کی حمایت ہی جب
سکندر نے سُنا کہ خاقان چین فوج لیکر سد راہ ہوا خشمناک ہوکر فرمایا
کہ اس چینی کی چین جبین نوک خنجر سے کھولونگا اول نامہ تہدید رقم کرو رزم بزم کی
عبارت ہو دبیر جادو تحریر نے یہ چہ حریر یون شعبدہ گری کرنا شروع کی – نامہ
کہ ما بدولت بعزم رزم ایران زمین سے ادھر نہین آئے لڑائی کی ترنگ مین
اس سرزمین پر خیمہ نہین لگاے فضا صحرا بسکہ پسند ہوئی خاطر اس ہمیشہ بہار سے
خرسند ہوئی خاقان چین کے مہمان بنے چند روز رہ کر کسی طرف
چلے جائینگے آپ کا کچھ بگاڑ نہ جائینگے عجب ہی کہ آپنے لشکر کشی کی راہ بدی کی
ناحق کو گمراہ ہوئے میزبانی کی شرائط خوب ادا کی ہان ہم بیمار خوانندہ تھے

مگر ہمارے اقبال کی خبر نہین کہ کیسے کیسے گردن کش خاک مین ملائے کتنے
خون بہائے اقصاے رنگ کا نیرنگ دارا کی جنگ کا رنگ سنا ہوگا
کید نے جو کید و فریب چھوڑا راستی سے مُنھ نہ موڑا عزت پائی فور نے
غرور کی جولی فوڑا جان گنوائی اپنا تو بہ و بہتر ہو کہ جو راستی دکھلائے ہمرتش سے
آزادی پائے کج نہادی مین بربادی ہاتھ آئے بہبود چاہو تو اطاعت کرو
حاضر ہو کر رفع شکایت کرو ورنہ یاد رکھنا تخت ہو نہ تاج ہو نور وٹی کا محتاج ہو ۔
جب یہ نامہ شاہ چین نے پڑھا دل ہی دل مین کڑھا آغاز و انجام پر خیال کر کے
یون جواب لکھا نامہ نامہ والا نے توقیر افزائی کی مضمون کے دبدبہ سے
حیرت آئی کہ ہماری تمھاری خاک سے نژاد ہو حرص و ہوا نقش بر آب
زندگی کے ساتھ ہر شان و شکوہ دکھلانا خودی پر آنا نقطہ کہنے کی بات ہو انجام کو
خاک مین گذارہای خاکساری پر مدار ہو ہم خوب جانتے ہین کہ آپ کی لڑائی محل بل
سی ہوتی ہو جہان جاتے ہو وہان خفیہ جنس خورش خرید فرماتے ہو جب دانائی سے
دریافت ہوا کہ ایک دانہ باقی نہین چڑھائی کی نادانون کی ہراسانی اور
سراسیمگی نے فتح دلائی ہر چند یہ آپ کی گندم نمائی ایک جو بھی یہان سرسبز
نہو گی مگر لڑائی سے کیا غرض آخر کو خونریزی کا حساب کس کے اعمال نامہ مین
لکھا جائیگا تماشا دیکھنے والون کا کیا جائیگا پس صلح سے بہتری ہو ہم راہ چاہتے ہین
ہمارا آنا ہیتوائی سمجھو لڑائی سے بے اعتنائی ہو زیادہ والسلام ۔
جسوقت یہ مضمون مصالحت مشحون سکندر کے گوش گزار ہوا بشاش ہو کر
عیش و نشاط مین مصروف ہوا دوسرے روز خاقان چین نے قاصد انہ لباس

پہونکر سکندر کے لشکر کی راہ لی در دولت پہ آکر خبر کرائی جب اجازت ہوئی اندر جاکر گردن جھکائی اور خاموش ہو کر کھڑا ہوا بادشاہ نے فرمایا راز دل عیان کرے اُسنے عرض کی جلوت مین راز سر بستہ قابل اظہار نہین خلوت درکار ہے سکندر اس التجا سے متحیر ہوا تخلیہ فرمایا مگر تلوار روبرو رکھلی اُسکے پیرین بیڑیان ڈلوائین اُسوقت فرمایا کہ اب مدعا اظہار کرے اُسنے دعا و ثنا کے بعد عرض کی جان بخشی کا وعدہ ہو بعدہ یہ زبان پر لایا کہ بندہ خود خاقان چین خادم شہریار روے زمین ہے سکندر نے جو چینی کی یہ گستاخی دیکھی غضبناک ہو کر فرمایا کہ تو نے مجھے حقیر سمجھا فریب دہی مین دلیر ہوا فولاد روم کو موم سمجھا تیری آنکھون مین چربی چھائی کہ بے ادب ہو کر آنکھ اُٹھائی ہمارے زور بازو سطوت شاہی کا خوف نہ کھایا بے باکانہ خلوت مین چلا آیا خاقان چین نے التماس کیا جب کوئی مفر نظر نہ آیا درگاہ والا مین پناہ لایا دنیا مین رسم ہے کہ افتادہ کے مقابلہ پر کوئی کھڑا نہین ہوتا مو قلم خنجر کے تراش سے آزاد ہے جب مجھے آپ سے ستیز نہین دل مین اندیشہ خونریز نہین میزبان کُشی کس ملت مین روا ہے بے دست و پا کی دستگیری ہر مذہب مین بجا ہے سکندر نے جو یہ شیرین بیانی سنی تلخی فرو ہوگئی مصری سی دل مین گھلنے لگی یون شکر خا ہوا کہ مرحبا خوب آئے اس حاضری نے معافی قصور کی شفاعت کی اب راز دل بیان کرو کہ اس جسارت مین کیا ارادہ کیا تھا اُسنے کہا تا حضور کی رونق افزوزی کا موجب دریافت کرون جدھر خواہش ہو اُسکی کوشش ہو اگر تخت درکار ہو بندہ فرمانبری مین حاضر ہے

اگر معاف رہے حضور کا چاکر ہی سکندر مجیب ہوا بشرطیکہ ہفت سالہ کا
داخل ہماری نذر کرو اپنے تخت وتاج پر قابض رہو خاقان نے جواب دیا
اگر ہفت سالہ خراج چاہتے ہو اُسکے عوض مین ہفت سالہ زندگانی کا قبالہ
لکھدو سکندر اس جواب سے مسرور ہوا فرمایا تیرے طرز گفتار پر
چھ برس معاف کیے مگر یکسالہ روپیہ ضرور لونگا خاقان نے دعا وثنا کی
عہدنامہ کی التجا کی باہم صدق وصفا کے پیمان ہوئے سکندر نے
رہائی کا حکم دیا اُسنے آزاد ہوکر اپنے لشکر کی راہ لی

آنا خاقان چین کا مع لشکر باشوکت وشان سکندر کی ملاقات کو

جسوقت خسرو خاور خیمہ زرنگاری مشرق سے زرق برق ہوکر حیرت فزاے
چشم تماشائیان ہوا سکندر نے خاقان کے اعتماد پر جنگ کا خیال دور کیا
نوشانوش مین مسرور ہوا جام ومینا سے صحبت ہوئی میگساری مین
مصروف ہوا بادہ خوشگوار کی کیفیت مستی لاتی تھی دختر رز کی جھلک
پری پیکرون کی لذت یاد دلاتی تھی ناگاہ مخبرون نے خبر پہنچائی کہ اب
چنگ ورباب سے دست بردار ہو جیسے دشمنون نے ہاتھ پیر نکالے
دغا کے پتلے بڑی آن بان سے چلے آتے ہین چینیون کی کثرت نے
زمین ہلادی خورشید انور کی چمک دمک خاک مین ملادی سوار وپیادے
جنگ کے آمادے دریاے آہن مین غرق ہتیار لگاے گھوڑے بڑھاے
چلے آتے ہین کوس وکرنا کی گرج سے رعد کے کلیجہ مین شگاف ہر دشمنون کی آمد
ہلی آمد کوئی گھڑی مین مطلع صاف ہی سکندر اس خبر سے متحیر ہوکر مجلس سے اٹھا

خانہ زین پر زیب افروز ہوا لشکر لیکر اٹھ دوڑا شاہ چین کی سست عہدی کا
خیال جو آیا آنکھون مین شجاعت کا نشہ لہرایا فوراً باگ اٹھائی خاقان نے جو یہ
خبر پائی کہ سکندر نے لڑائی کو صف آرائی کی گھوڑے کو بڑھا صف سے نکل
آواز دی کہ بادشاہ کون ہی ادھر آئے جمال باکمال دکھلائے سکندر نے
آواز پاتے توسن خوشخرام کو چھیڑا زبان پر یہ چند کلمہ لائے کہ چینیون مین مردی نہین
عہد و فاکے سست ہین گو دیکھنے مین چست ہین ای بدکار اول مجھسے عہد کیا
سوگند کھائی جب سلامتی سے گھر کی راہ پائی مخالفت دکھلائی خیر ہمین کیا دیکھ
پیمان شکنی مین کیسی گردن توڑی جاتی ہی سپہدار چین نے کہا کہ یہ ناحق کا
عتاب ہی بندہ عہد شکن نہین اسی عہد پر کمر بستہ ہی اس تگ و تاز سے یہ
مدعا تھا کہ میرا بھی شان و شکوہ ملاحظہ ہو اب معائنہ فرمایئے فوج کی کثرت سے
زمین تھراتی ہو آسمان پر دھوان اٹھتا ہو مگر تیرے نصیب نے صلح کرائی تقدیر نے
گردن کشی بھلائی یہ کہا گھوڑے سے اتر سکندر کی جانب چلا بادشاہ
شہسوار نے جو دیکھا کہ شاہ چین پیادہ پا آتا ہی گھوڑا منگا سوار کرایا دخل یک سالہ کا
لینا بھی معاف فرمایا فوج کو صلح جو معلوم ہوئی کمر کھول ڈالی باہم شیر و شکر ہوئے
خوب جشن اڑائے سپہدار چین نے عمدہ عمدہ خورش بھجوائین ہر روز صبح و شام
ضیافتین فرمائین لیل و نہار با ہمدگر میخوار رہتے ہر وقت اندر سبھا کا سامان موجود تھا
ایک روز چینی اور رومی مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہر ایک نے اپنا نقشہ جمایا مصوری دکھلائی
آخر کو یہ بات قرار پائی کہ رومی کی صورت گری عمدہ ہی مگر چینیون کے صیقل سے
اسکی چمک نمود ہوتی ہی الغرض چند روز اسی عیش و عشرت مین گذرا ایک روز

خاقان چین نے حاضر ہو کر التماس کیا کہ ہرچند میرا وہ منہ نہین کہ حضور کو غریب خانہ
چلنے کی تکلیف دون مگر ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ❊ سکندر نے دعوت
قبول کی رونق افروز ہوا خاقان نے وہ تیاری کی کہ سبحان اللہ قدسی
درود پڑھتے تھے کڑوڑون کے تحفہ جات نذر ہوے سب مین منتخب تین تحفے
اول سمند صرصر خرام صبا تگ جسکی ڈپٹ سے وہم و گمان کے گھوڑے
خاک مین ملتے تھے ہوا کا دم اُسکا دم دیکھکر ٹوٹا جاتا تھا پویہ کے روبرو
آہو کا ہوش رم ہو چوکڑی بھول جائے عنقاے نظر کی کیا بساط کہ اُسکی
ہمسری کا رخ کرے اور ڈھائی چال مین مات نہو ابلق لیل و نہار اُسکے
تعاقب مین رات دن چکر کھاتا رہا مگر سایہ بھی ہاتھ نہ آیا چھلاوہ سا ادھر اُدھر
نکل گیا دوسرا مرغ شکاری غضب کا آہنی چنگال شوخ چشم سیمرغ شکار
جسکے ناوک ناخن کے خوف سے مرغ روح قفص عنصری مین لرزان رہے
طائر وہم و گمان اُسکے روبرو بال و پر نہ مارے تیسری کنیز باتمیز سیہ چشم
شوخ رو گل اندام مشکبو لالہ فام مہر و ماہ سے دوچند عابد فریب زہد شکن
رو کش لعبتان چین و لندن سر سے پیر تک قیامت کا انداز سر ناز و نیاز مین
عجائب اعجاز ❊ برس پندرہ ایک کا سن و سال ❊
نہایت حسین اور صاحب جمال ❊ خاقان نے سکندر سے کہا کہ یہ تحفہ
نادرات زمانہ ہین ایسا راہوار صبا رفتار پیر گردون کی نظر سے نہین گذرا
نہ عنقاے خیال نے ایسا مرغ فلک پیما دیکھا نہ سامعہ نے سنا کنیز بھی نادر العصر
تین صفت مین فرد ہے اول خوبروئی دوم خوش گوئی تیسرے زود آزمائی

جو ہنگام رزم رستم دستان کی چال بھلا دے شیر نر آنکھ نہ ملائے سکندر نے
دو ضعفت کا امتحان لیا شجاعت کا بھروسہ نہوا کہ عورتون کی مردانگی معلوم
کاغذ کی سپر پہ تیر و تلوار کا وار روکنا مفہوم غرض جب عوت سے فراغت ہوئی
اسپنے خیمہ گاہ کو معاودت فرمائی لونڈی کو پردہ مین بند کیا آخرکار سکندر نے
وہان سے کوچ فرمایا خاقان کو رخصت ملی راہ طے کرتے سیر و شکار مین
عشرت اُڑاتے گرم سفر ہوا ماورالنہر پہونچ کر اکثر نئے شہر بسلائے اُسی ضمن مین
سمرقند بھی آباد فرمایا۔

درپیش آنا روسیون کا مقدمہ اور اُسکی تدبیر فرمانا

ایک روز سکندر کے دل مین ہوائے وطن ہوئی کہ اپنے ملک کو چلیے
جائے بازی کا میدان دیکھیے آخر یہ ارادہ مصمم ہوا کہ دم سحر سفر ہونا گاہ دیوالی نام
حاکم انجاز نے فریاد مچائی کہ ہنگام مدد ہر روسی ادھر آگئے خونریزی شروع کی
آبادیان ویران ہو چلین پرانے کینہ نکالتے ہین ننگ و ناموس کے خواہان ہین
انجاز کی خرابی جوار رکھکر بردع پہونچے نوشابہ کو قید کیا اُسکا بھی ملک و مال تباہ ہوا
عین نوشش مین یہ نیش درپیش ہوا بندہ نے بھاگ کر جان بچائی
زن و بچہ قید مین مبتلا ہین اگر درگاہ والا سے چارہ جوئی نہوئی عنقریب
روم مین بھی ان شومیون کے سبز قدم جا پہونچینگے سکندر نے جوبہ ماجرا سنا
فرمایا جب تک اِن سیہ بختون کی مکافات نہو واللہ آرام نہین
صبح ہوتے سواری فرمائی خوارزم و بابل ہوتے سقلاب کے جنگل مین
وارد ہوا عجب بیحیائی دیکھی کہ قوم خفچاق کی عورات جمیلہ اور شکیلہ بے باکانہ بیحجاب

بے پردہ ادھر ادھر چلتی پھرتی نظر آئین حسن وجمال وہ کہ فرشتہ خان کا وضو ٹوٹ جاوے آتش حسن سے پری زادون سکے پر جلتے تھے بنی آدم کی کیا جان تھی لشکریون نے جو یہ حورستان دیکھا جوش جوانی مین آکر آنکھ لڑانے لگے ایک تو جوانی دیوانی مشہور ہی دوسرے سپاہی کا فرقہ معاذاللہ ایک تو کریلا کڑوا دوسرا نیب چڑھا مگر خوف شاہی سے ہر ایک کا کلیجہ پانی ہوتا تھا جی ہی جی مین ہوس بجھاتے تھے سکندر نے جو یہ تیور دیکھے انداز بڑا پایا ایک تو عورت یون ہی بد ہی کہ عورت و مرد کا ایک جا ہونا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھونا ہی نہ کہ بے پردہ اگر پردہ دری ہو پردہ تقدیر کی پردہ پوشی ہی ورنہ صاف ظاہر ہی کہ جہان عورت پردہ سے باہر آئی پردہ فاش ہوا نظر بران بادشاہ نے ایک روز روساے خفچاق کو طلب کرکے فرمایا کہ بے پردگی بڑی ہوتی ہی انسان کی آبرو کھوتی ہی عورت کو پردہ ضرور ہی خفچاقیون نے جواب دیا کہ یہ ہمارا آئین ہی جسے شرم آئے وہ اپنی آنکھ پہ پردہ لگالے مگر یہ ناممکن ہی کہ ہم اپنی رسم و راہ چھوڑین بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہ لوگ ہماری نصیحت نہین مانتے بلیناس سے فرمایا کوئی ایسا سحر دکھلا کہ بیحیایون کے دیدون مین شرم وحیا پیدا ہو پردہ کی رسم آشکار ہو بلیناس نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آخر کار ایک زیبا صورت پتھر کی مورت بناکر سر راہ استادہ کی عروسانہ سج دھج بنا چہرہ پر نقاب ڈالی اب جو عورت ادھر سے نکلتی اس نقش فریب کو دیکھتے ہی شرماتی چادر سے منھ چھپاتی رفتہ رفتہ گھونگھٹ ہونے لگا وہ رونمائی نہ رہی بادشاہ نے بلیناس سے پوچھا کیون جی ہماری نصیحت نے

کچھ کام نہ کیا اور ایک پارہ سنگ سے نقش مراد درست ہوا حکیم فرپور طمس ہوا کہ زنان خلخاق از بسکہ سنگدل ہین اُنکا کلیجہ کسی کے چھینٹون سے پانی نہوا طبیعت نہ لہرائی کہ پردہ پوشی کرین آخر جب پتھر کی حیا دیکھی اُنکو بھی حیا آئی صورت چھپالی

روسیون کی تنبیہ پر سکندر کا عزم بالجزم فرمانا

دم سحر شہریار فیروز اختر مع لشکر ظفر پیکر رہ نورد ہوا جاتے جاتے روسیون کے نزدیک جب جا پہونچا ایک مرغزار پُر بہار مین لب دریا قیام فرمایا خیمے استادہ ہوے عمدہ عمدہ موقع پر مورچے لگائے بڑے دمدمے وہ دمے بنائے لڑائی کی گھاتین درست ہوئین نامردون کی جراتین سست ہوئین حفاظت کا سامان ہوا تلایہ پھرنے لگا جاسوس چھٹے دن مین شبخون کا بچاؤ کیا رات کو خبرداری ہونے لگی روسیون کو خبر پہونچی کہ سالار روم لشکر بیکران سے آپہونچا دلیران شمشیرزن بیشمار تہمتنان جرار ہزار در ہزار ہمراہ ہین پیلان جنگی سیکڑون رکاب مین سدنیاہ ہین قنطال جو روسیون کا سردار تھا اس خبر سے نولاکھ فوج لیکر اُٹھ دوڑا لشکر سے کہا کہ ناز فروشان رومی کی یہ جرائت کہان کہ روبرو آئین اور اپنے شتر غمزہ بھول نہ جائین خدانے روسیون کی امداد کی کہ ایسی پچلا دست غدا نظر آئی اگر ہمنے فتح پائی اسقدر جواہرات و اسباب شاہانہ ہاتھ آیا ہفت اقلیم پر تاجداری کرینگے ایسی باتون سے لشکر کا دل بڑھا سُن فوت سپاہ نے عہد کیا سوگند درمیان آئی کہ ایفاے عہد زندگی کے ساتھ ہو بات رہجانے مین

بات ہی اُدھر سکندر نے قدرخان چینی اور گورخان ختنی اور رئیس مدائن اور
سیدینی وغیرہ سرداران نامی سے فرمایا کہ روسیون کی وضع سے رہزنی پائی جاتی ہو
اگر وہ غریب کی گون گھات ہو زنگیون کے روبرو انکا کچھ زور بازو نہین انشاء اللہ
کل صبح دیکھو کہ یہ لا انتہا انبوہ کیسا عاجز او رستوہ ہوتا ہو

جنگ اول

لکھا ہو کہ صبح ہوتے طرفین سے دریائے وغا نے موج ماری شعلہ رنج و
عناد معراج ہوا خون بہانے کی تدبیر ہونے لگی گرز و سنان چمکنے لگے جوانان قوی تن
سر سے تا پا غرق آہن ہو کر شجاعت کی آب و تاب دکھلانے لگے سکندر نے
بڑی شان و شکوہ سے فوج آرائی کی میمنہ پر دوالی اور ایرانی میسرہ پر قدرخان
اور فغفوری محافظ بنے روبرو پیلیان پولادپوش جنکے عقب مین جوانان کار عدو خروش
ادھر روسیون نے اپنا لشکر بڑی آن بان سے جمایا کردو فر دکھلایا حرزرانی
و راست پر کج منشی دکھلانے لگے دست چپ کے جانب برطاسی آنے جانے لگے
الاتی جناح کی طرف زور بازو پر مغرور تھے فتح و نصرت کے پرچم کھلے باجے بجے
جوان مردون نے تلوار بارہ دار کا گھاٹ پایاب سمجھا شجاعت کی لہرین نہنگ ہو کر
بحر وغا کی تھاہ لینے لگے برچھی کی سنان ماہ سے ماہی تک پہونچی ناگاہ ایک برطاسی
روسیون کی صف سے نکل سر میدان آیا ادھر سے ایک رومی نے
قدم بڑھایا مگر اجل نے ٹھوکر دی ایک زخم کے کھاتے خانہ زین سے بدرفے
زمین آیا دوسرے کو ہمدردی نے ستایا مدد کو آیا مگر سر دست زندگانی سے
ہاتھ اٹھایا اسی طرح ستر جرار رومی خنجر گزار اُسکے ہاتھ سے ہاتھون ہاتھ مارے گئے جب

دست برد ہوئی ہندی نام ایک خون آشام نے اسپ صرصر خرام کو
جولان دیا تیور بدلے چتون سے قہر آشکار پردے سے نکل مخالف کے
برابر جا پہونچا ایک ہاتھ تلوار کا دست بخیر ایسا مارا کہ سر سم پر آپڑا دوسرا
انتقام کو سُبک پا ہوا روبرو جو آیا قضا کا طپانچہ کھایا بے سر دپا ہو کر راہ عدم کی
پھر تیسرے کی باری ہوئی ہندی سے دوچار ہوا اگر خصم کو دیکھتے ہی فرار کیا
دس بیس نے جو جان گنوائی کسی کی ہمت نہوئی کہ سر اُٹھائے ہر ایک
جی چھپانے لگا ناگاہ یکہ تاز فلک نے اس کشت وخون سے ہراسان ہو کر
کنج مغرب مین منھ چھپایا

رزم دیگر

جسوقت آفتاب جہانتاب نے شب کا نقاب چہرہ زیبا سے اُٹھایا اور
چرخ چہارم سے معرکہ سکندری کا تماشا کرنے لگا جنگ وجدل کی ٹھہری
لڑائی کے منصوبہ ہونے لگے ناموس طلبگار نا وردگاہ مین نقد جان
کھونے لگے ایلاقیون کی جماعت سے ایک شیر زبان سراپا پولاد مین نہان
ہاتھ مین خنجر دوزبان چاوش کنان گرم عنان ہوا پکارا جسے تمنائے اجل ہو
روبرو آئے حوصلہ رہ نہ جائے ایک رومی نے باگ اُٹھائی شومی تقدیر سے
ٹھوکر کھائی اورون کو ہیبت چھائی کسی کی مقابلہ پر ہمت نہ آئی ناگاہ ایک
نرہ شیر ازبس دلیر قلب گاہ سے بڑھا نخوت سے کہا خبردار ہو اجل کا سامنا ہے
یہ کہکر گرز گران جو مارا اُس مست ہاتھی کا کلیجہ پھاڑا اُسکے علاقہ والے دیت خواہ ہوئے
الاشتباہ ہوئے جسوقت اعتدال سے حضرت کی جنگ وجدل گذری فاعل ہے

مقتول ہوئے یعنی کسی خونریز کے ہاتھ سے مقتول ہوئے پھر کسی روسی نے
گھوڑا دوڑایا چند رومیوں کا خون جو کیا ہر ایک کا کلیجہ پانی ہوگیا بڑے
ہوؤں کے دل گھٹ گئے روبرو جانے کا منھ نہ رہا روسی اُسوقت
اپنی سرخروئی سے مغرور ہوا ہر طرف کا دہ لگاتا تھا جوش نخوت کا وہاں دکھلاتا تھا
یکایک ایک شہسوار رومیوں کی طرف سے محشر کا آثار سمند راہوار کو اڑا کر روبرو ہوا
روبرو ہوتے یہ گفتگو کی کہ اے بے آرزم ہنوز قاعدہ رزم پڑھا نہیں دیکھ تو
کیسا زیر کرتا ہوں زبردستوں کے دائرہ میں پیش قدمی کرنا اجل کا اشارہ ہے
روسی نے جو اُسکے تیور دیکھے بزدلی سی چھا گئی نجات کا پہلو سوچ کر اپنے
لشکر کو قدم اُٹھایا اس شیر زیان کو جو یہ روگردانی معلوم ہوئی تعاقب
کنان ہوکر ایسا زخم مارا کہ نوک سنان پشت سے پار ہوا اور ندھا جہنم
کی طرف جا گیا اِس قوت بازو کو دیکھ کر قنطال کا خویش گوپال نام باہر نکلا
مگر جان بری نہوئی ستر روسی اسی رنگ سے مارے گئے قنطال اس
کشت و خون سے غضبناک ہوا زرہ پہن خود و مغفر لگا میدان نا وردین آ پہونچا
شمشیر بازی ہونی شروع ہوئی دیر تک حملہ آوری رہی آخر کو شاہ روس نے
ایک ہاتھ ایسا مارا کہ تسمہ باقی نہ رہا گردن دھڑ سے الگ جا پڑی

رزم دیگر

تیسرے روز پھر وہی ہنگامہ زد و خورد کا نمود ہوا شش جہت سے
محشر کے آثار ہوئے ایک دوسرے سے دوچار ہوئے رومیوں کی طرف سے
ایک کینہ خواہ میدان کو سدھارا اُدھر سے روسی بڑھا باہم دوچار ہاتھ ہوئے

روسی کی موت نے جلوہ دکھایا سرخود سرتن سے اُتار گیا تب الانی فرنچہ نام
مقابلہ پر آیا آتے ہی وہ گرز مارا کہ مرغ روح نے قفس عنصری سے رہائی پائی
یہ دیکھ کر زروہ جا پہونچا فرنچہ نے اسکا دست زور دیکھ کر سپر لی مگر تیر قضا کی طرح
خدنگ سینہ سے پار ہوا وہ ایک اور بھی جو بدلا لینے کو آئے مفت مین
سرو تن گنوائے اُسوقت جرم نامے ایک پیلتن نمودار ہوا زروہ کا چہرۂ زیست
اُسکی تیغ دلدوز سے کبود ہوا دوالی نے جو یہ بد فالی دیکھی للکار کر روبرو ہوا
جرم کا جرم پارہ پارہ کیا اُسکا بھائی یہ سانحہ دیکھ مقابل ہوا گرلیک مارنے مین
جہنم داخل ہوا چندے اقبال نے جریاوری کی دوالی نے چند دلیرون کو
جان سے سیر کیا ناگاہ ایک روسی جودرہ نام دوالی کی جان ستانی پر
کمر ہمت باندھکر صف سے نکلا گھوڑے کو اڑتبلا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ دوالی کا
سر زخمی ہوا سراپا خون سے سرخ ہو گیا مقاومت کی تاب نہ آئی
میدان رزم سے فرار ہو کر جان بچائی سکندر اسکی خستگی سے دل خستہ ہوا
حکما کو فرمایا نوشدارو کی تدبیر سے زخم کا اندمال کرین تیمارداری کا خیال ہوا

رزم دیگر

دوسرے روز جسوقت سر آرائے چرخ چہارم نے دریچۂ مشرق سے
نکل کر جہان افروزی کی وہی جودرہ پھر سرمیدان آیا ہندی نے بھی پھر تیغ ہندی
اُٹھائی روبرو آیا چین بہ جبین ہو کر ایسا وار کیا کہ جودرہ کے دو ٹکڑے ہو گئے
اس فتح سے تعلی کی سوجھی ناگاہ طرطوس نام ایک روسی خون آشام
آدو چار ہوا شروع وار ہوا ہندی کی جان بری ہونی بیچارگی سے جان دی

مخالف اس زد سے مغرور ہوا دور کی سوجھنے لگی سکندر نے چاہا کہ خود بدولت
روبرو جاوے بخت بیدار کی یاوری آرہا ہے ناگاہ قلب لشکر سے ایک طرحدار جوان
نہایت چست و چالاک خونریزی مین بے باک نمودار ہوا گھوڑا اُٹھاتے
روسی پر حملہ کیا تلوار جو چمکائی مخالف کی گردن جدا دکھلائی شیر غرین کی طرح
ہر طرف پھرتا تھا جلاد فلک کا دل اُسکے دل گردہ سے ڈرتا تھا جو سامنے آیا
اُسنے عدم کو پیر اُٹھایا شام تک کسی نے چہرہ نہ دکھلایا گردن کشی کو سر
نہ اُٹھایا جب زنگی شب نے مشک افشانی کی وہ دلیر شب کی سیاہی مین
پنہان ہوا سکندر اُسکے تیور سے حیران تھا فرمایا اگر حضور مین آتا نام بتلاتا
گنج وزر گنج انعام پاتا

رزم دیگر

جسوقت قہرمان خاور نے نیزہ شعاعی ہاتھ مین لیکر سلطان انجم شکوہ کے
مقابلہ پر صف آرائی کی ایک الانی آفت ناگہانی کے طور پر میدان رزم مین آیا
کتنے رومی اور ایرانی خاک مین ملائے سکندری فوج کے ہاتھ پیر ڈھیلے
نظر آئے اُسوقت وہی سوار دیروزہ صف چیر کر تیر بے خطا کے مانند آپہونچا
کمان ابرو مین بل ڈال کر تیر جو مارا عدو کی چھاتی سے پار ہوا دشمن یہ قدراندازی
دیکھکر چلا اُٹھے جنھون نے گوشۂ عافیت چھوڑ میدان کو باگ موڑ
مقابلہ کیا جان سے مارے گئے اس صفائی سے شست و شست درست تھی
کہ ادھر خانۂ کمان سے تیر روان ہوا اُدھر مخالفون کا لب زخم خندان ہوا
چند روز تک اس ترک جوان بخت نے پوشیدہ ہنر ظاہر کیے

فتح پانا سکندر کا روسیون پہ

چھٹے روز جب طرفین سے رزم جے ہوئے روسیون کی طرف سے
ایک دیو صورت قوی تن روئین بدن ایک حربہ آہنی ہاتھ مین لیے آپہونچا
جدھر جھکتا تھا صف کی صف پلٹ دیتا تھا نام خدا افعی پر زہر کا سا نشا تھا جسکے سر پر
طمانچہ مارتا اسکا بل نکل جاتا چند سوارون نے جو مقابلہ کیا جان سے بیٹھے کچھ نہو سکا
سکندر نے انکی جرات پر آفرین کی دانایان رکاب سے فرمایا کہ اسکے نژاد کا پتا دو
حربہ بھی کچھ ایسا کارگر نہین خدا جانے کون ہی انسان کی تو جان نہین کہ خاکی ہو کر
آتش مزاجی دکھلائے دیوانہ کے طور پر دیو و فیل کے روبرو آئے عقلا نے عرض کی
ظلمات کے قریب ایک کوہ ہی جسمین گذر کرنے سے اندیشہ ستوہ ہی وہان کے باشندے
اس ہیئت کے ہوتے ہین سر خرد فیر ذرہ چشم شیر خشم ہنگام رزم کچھ خوف نہین کرتے
نر ہو یا مادہ دونون دل کھول کر لڑتے ہین سمور سیاہ انکے نزدیک گنج و جواہر ہی
اگر سردن د سر نہو تو روسیون سے صاف مشابہ ہون جب لوگ خواب کرتے ہین
تو درخت پر اُڑ کر سرون کو شاخہائے بلند پر بچھا دیتے ہین روسی چرواہے جب
اودھر سے نکلے انھین شکار کرتے ہین جال مین پھنساتے ہین اگر کہین پھندے سے
رہائی ہو شکاریون کا رشتۂ حیات پارہ ہو خود شکار ہو جاوین اگر رشتۂ قید سے
رہائی نہوئی پھنسکر روس مین جاتے ہین آخر جب کوئی لڑائی درپیش ہوئی انھین
لڑاتے ہین فتح پاتے ہین بادشاہ اس اعجوبہ حکایت سے متحیر ہوا فرمایا اگر بخت یار ہی
دشمن کیا نابکار ہی صبح ہوتے وہی قاتل خونخوار نمودھوا دیکھنے والون کا
رنگ رخ کبود ہوا ناگاہ وہی تیرانداز جسنے سیکڑون خون کیے تھے پہلو سے

لشکر سے نکل دوچار ہوا ہنر مندی دکھلانے لگا تیر و تلوار کی نوبت آئی گرز و
ناچخ کی دھما دھم شروع ہوئی تقدیر نے نیرنگی دکھلائی اُسنے قابو نہ پایا ناگاہ اُس
شیر نر نے دوڑ کر گھوڑے سے اُٹھا لیا تارک سے بہا سے ترک جو گرا مغز و
نازک بہار نظر آئی سنبلستان زلف معنبر کو دیکھ کر اُسکی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا
آنکھون مین شرم و حیا چھائی کہ ایسے لعل گران بہا کا خون بہائے کشان کشان
لشکر مین لیجا روسیون کے حوالہ کیا خود میدان مین آیا سکندر کی آنکھین اس چشم زخم سے
لال ہوئین فرمایا فیل مست کو چھیڑو اس مور ضعیف کو گھیرو مہاوت نے ہاتھی کو
جو اشارہ کیا مقابلہ پر آ ڈپٹا اُس دست دراز نے اُسکی خرطوم ہاتھ مین لیکر
پکڑی ایک دم مین دم بند ہوا ہاتھی جب بیدم ہوا نہ سنبھل سکا دم بدم حال متغیر ہوا
یہان تک کہ زمین پر جا گرا جان سے گذرا سکندر نے مضطر ہو کر فرزانہ سے فرمایا
کہ معلوم ہوا دولت رو بزوال ہی بخت بیدار کو سونے کا خیال ہی زمانہ فریب
دیا چاہتا ہی کوئی نئی بازی دکھاتا ہی اُسنے کہا صبر کیجیے گھبرانے کی بات نہین
انجام کو نصیب دوستان فتح و ظفر ہی یہان خود بدولت عزم پیکار فرمائین
زیر کمند گردن عدو پھنسائین المختصر سکندر نے اسپ شبرنگ پر سواری کی
میدان نا ورد کی راہ لی اُدھر سے وہ خونخوار جھپٹا پاس پہونچتے کمند نے
گردن پھنسائی کچے سوت کا بندھا ہوا سر رشتہ تگاپو ٹوٹا ہر چند کشا کشی کی
مگر تقدیر کی مدد سے نہ چھوٹا بادشاہ بیدار اختر لشکر مین لایا اس فتحیابی سے
دل جو اُمڈا جشن خسروی کا سر انجام فرمایا میگساری ہوئی جام مینا نے
بر بہ بہ شروع کی مغنیان جادو نوا نے مبارکباد کا ترانہ گایا اس مشغلہ مین

جب آدھی رات گذری نشہ کی ترقیان ہوئین بادشاہ نے فرمایا وہ مقہور
بے زبان حاضر ہو حکم پاتے لوگ حاضر لائے وہ سرافگندہ بے زبان عجز و
انکساری سے گریہ و زاری کرنے لگا سکندر کا دل پگھلا فرمایا قید و بند سے
آزاد کرو دل خستہ کی خاطر شاد کرو حکم ہوتے بیڑی کٹی حضور سے جام و شراب
انعام ہوا جب کسی قدر نشہ چڑھا وہ وحشت زدہ لوگون کی نظر سے رم کر گیا تعجب آیا
کہ کدھر گیا کوئی کہتا ہی کے نشہ سے مین سوار ہوئی حق نمک بھولا بدمستی نے
خود فراموشی کی کیفیت دکھلائی کوئی کہتا دیوانہ را ہوئے بس است غرض کہ ہر ایک
اپنے اپنے منصوبہ کرتے تھے مگر بادشاہ تن بہ تقدیر خاموش بیٹھا تھا ناگاہ وہ عفریت
ایک نوعروس زیبا جمال کو لے کر آ پہونچا اُس لعبت چینی کو پیشکش کیا خود زمین بوس ہو کر
صحرا کو رم کر گیا اُس حسینہ نے بادشاہ کو جو دیکھا شرمندہ ہو کر زیر نقاب ہوئی
بادشاہ نے بیگانہ سے مجلس خالی کی برقع جو اُٹھایا دیکھا کہ ایک آفتاب محشر
دشمن گبر و مسلمان جلوہ پرداز ہی غور جو کیا یاد آیا کہ یہ وہی کنیز ہی جسے
شاہ چین نے ارمغان کیا تھا مردانگی تو اُسکی دیکھ چکا تھا زیادہ متعجب ہوا کہ
یہ پردہ سے کیونکر باہر نکلی آخر دریافت فرمایا کہ ای شکرلب اپنے واقعۂ گذشتہ کا
بیان کر تا کہ میرے تحیر کا سامان دور ہو اُس نوعروس نے جواب دیا کہ
بخت و اقبال فیروز رہے عدو کو سدا سوز رہے کنیز ناچیز وہی ہی جسے
شاہ چین نے نظر کیا تھا حضور والا نے اُسکا کلام جو میرے حق مین ہوا
سنکر ناخوشی ظاہر کی در پردہ بات بنانے کے لیے پردہ مین نظر بند کیا جب
لونڈی حضور کی مہجوری سے تنگ آئی جانب جنگ باگ اُٹھائی اقبال

عدو مال نے یاوری کی روسیون کے سر پہ خاک اڑائی ہر روز زوادآتے ہے فتح پائی تیسرے روز ستارہ نے یاوری نہ کی اختر فیروز نے نظر نحس فرمائی قید عدو ہوئی مخالف سے دو بدو ہوئی جب ما زمان والا نے دیو بندی کی لونڈی نے محبس مین خرسندی کی شام کی تاریکی نے میرے دن پھیرے تاریکی آتے نصیبہ کا ستارہ روشن ہوا اول میری نگہبانی کو چند رو سیاہ معین ہوئے کہ ابر تیرہ و تار گھر آیا محافظون پر پتھر برسا ہر ایک پاسبان خواب فنا مین بیہوش ہوا مجھے اس ابر نے اڑایا حضور مین پہونچایا طالع بیدار نے دیدار فیض آثار سے سرفراز فرمایا سکندر نے جو یہ کیفیت سنی غنچہ دل کھل گیا لب شیرین کو بوسہ دیا تلخی دور ہوئی آہستہ سے فرمایا کہ جنگ سنبھالو مقام بزم ہے زمانہ کی کج آہنگی کا نیاز جانے دو ایسا رنگ بھی دیکھنے مین کم آیا ہوگا پری چہرہ نے بآئین شاہانہ شروع ترانہ کیا مقام یاکر ایسی راگ گائی کہ راگنی محو تھی ہر تال مین طالع عشاق مبارکباد کی صدا دیتے تھے اپنی مہجوری مواصلت سے دوری کا حال کہہ سنایا سکندر اسکے لہجہ اور صورت و صدا پر فریفتہ ہو گیا فرمایا سبحان اللہ احسن الخالقین صورت و سیرت دونون یکتا خوب مین یہی جوہر اہل دانش کو مرغوب مین چاہا کہ ہوا نے کامجوئی سے غنچہ آرزو شگفتہ کرے مگر اندیشہ جنگ نے

روکا بادہ نوشی مین مصروف ہوا عیش و عشرت مین لگا

فتح پانا سکندر کا روسیون سے

جسوقت باد سحری نے مردگان خزان کی روح دمائی فرمائی لوگ بیدار ہوگئے ہوشیار ہوکر سرگرم پیکار ہوے روزبروز کی لڑائی سے طبیعت جو اکتائی

ہر ایک نے یہی ٹھانا کہ آج معرکہ رزم انجام کیجیے سام و نریمان سے بڑھکر کام کیجیے ہر طرف سے جوانان جان نثار نمک حلالی کو ڈٹ گئے باہدگر سینہ بسینہ لب بہ لب غٹ پٹ ہو گئے گھوڑون کی یہ ڈپٹ تھی کہ اُنکے برابری مین خنگ فلک کے پیر اُکھڑتے تھے شیر غژان کے مانند جھپٹ کر فیل نشین پر گرتے تھے تیر و شمشیر خون کے تشنہ تو تھے ہی زبان کھولے پھراتے تھے نیزہ بندش خداداد سے جست جوانون کے دوش بدوش جھوم جھوم اپنا ناز و غمزہ دکھلاتے تھے سکندر کا دل اس معرکہ مین اُڑا گھوڑے پر سوار ہو کر نبرد آزما ہوا جدھر رخ کیا سوار کو پیادہ پیادہ کو نیزے پر سوار کیا ناچخ جان ستان نے ہزارون کا کلیجہ فگار کیا اصطرلاب سے جو اپنی فتح کا فال پایا شادمان ہو کر روسی کی جانب قدم بڑھایا قنطال روسی کمند مین بند ہوا شہریار رعد و بند خرسند ہوا بدخواہ کو ہزیمت نصیب ہوئی وہ تہلکہ پڑا کہ زمین بھاگنے لگی بیحد و بیشمار لوٹ کا مال رومیون کے ہاتھ آیا بخت جو جاگا سونے چاندی کا انبار ہو گیا بادشاہ دریا دل نے لشکریون کو زر و گوہر سے مالا مال کر دیا کوئی مفلس نہ رہا ہر ایک کی حرص و ہوا ہوا ہو گئی اُس وحشی بیزبان بیابانی انسان کو انعام لائق سے سرفراز فرمایا مگر اُسنے کچھ نہ لیا بکری کی خواہش کی بادشاہ نے اُسکی تمنا پوری کی بعد فراغ جنگ کے دور بادہ گلگون چل نکلا جسوقت گونہ سرور ہوا شاہ روس کو حضوری مین طلب کیا نوشابہ کی رہائی کرائی روس کی حکومت اُنکو معاف فرمائی نوشابہ کو دوالی کے ازدواج مین لایا عدل و انصاف کا عہد لیا دلو دہش مین صبح و شام بسر ہونے لگی

کنیزک چینی کا وصل فرمانا

جسوقت سکندر نے جملہ امور انتظام طلب سے فرصت پائی چینی صنم دلائی
نوڑا خلوت کا سامان ہوا جشن جمشیدی کا ٹھاٹھ ہونے لگا سرود سرایان
خوش گلو حاضر ہوئے اُس لعبت جادو خیال نے اُس رعنا اُس انداز کے
گانے سنائے کہ در و دیوار کو وجد تھا آدمی کی کیا جان تھی کہ ایسا مجنس پری وش
ہاتھ آئے اور ہاتھ پیر نہ بڑھائے آخر سکندر کو تاب نہ آئی ہم آغوش فرمایا جوانی کی
مستانی ادا جوش شباب کے ناز و جفا گرم بازاری کرنے لگی پردے کی آہٹ
پاکر پردہ داری کے واسطے گرنے لگی دست گستاخ کی درازی ہوئی شرم و حیا کی
آنکھوں کا پانی ڈھلا غنچۂ مراد ہوا سے تمنا سے کھلا آخرکار یہ نوبت پہونچی سے

ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اُنسے + یون وصل کے بھی کا غذ چیان بہم ہونگے

آب حیات کی تلاش مین سرگرداں ہونا سکندر کا

جسوقت شہر یار مشرق نے تخت زرنگاری چرخ چہارم پر جلوس فرمایا
سکندر خواب نوشین سے بیدار ہو کر دربار مین آیا مصاحبان النشور کا اژدحام ہوا
ہر ایک کا سلام ہوا افسانہ گوئی شروع ہوئی کسی نے کہا خراسان و غور فتح کرنا
ضرور ہے کسی نے کہا سیاہان اور رے کا عزم منظور ہے کوئی ہندوستان کی یاد کرتا
کوئی چین و خوارزم کی راہ دکھلاتا رفتہ رفتہ ایک وزیر زیرک
سن رسیدہ نے عرض کی کہ اگر زیست منظور ہو ظلمات کی عزیمت کرو وہان
چشمۂ آب حیوان ہے جسکے نوش سے ہر شخص زندہ جاودان ہو سکندر نے
کہا شاید وہ چشمۂ ظلمات لفظ و معنی سے مراد ہے زندگی سے عقل روشن کی داد ہو

پیر جہان دیدہ نے کہا کہ قطب شمالی کے حوالی مین ایک چشمہ مصفا ہی اُسکا
خواص ہی جو نوش کرے حیات جاودان پاے ملک الموت نزدیک نہ آئے
بادشاہ دریا دل نے جو یہ خبر پائی سفینہ طبیعت مین لہر آئی کہ کنار مقصد سے
آشنا ہوا القصہ اسی موج مین کوچ فرمایا چند منزل قطع ہوئین تھیں کہ لشکر مین
اکثر بیمار و ضعیف نظر آئے سکندر نے فرمایا کہ لشکر کی کثرت سے ڈر ہی
راہ پر خطر ہی ایک غار مین جو بلغار کے نام سے مشہور دیار تھا جا پہونچا وہان
حکم دیا کہ چند منتخب مردان جرار ہمراہ ہون باقی جملہ لشکر یہان متوقف ہو ہمارے
ساتھ نہ آئین اور پیر و ضعیف کو زنہار ہمراہ نہ لائین اور وہان سے ایک ہمیر
ساتھ لیا بیشتر کو کوچ کیا جاتے جاتے ایک مہینہ شمال رویہ کوچ کیا خشکی اور
تری سے گذر کیا آخر ایسے ناکہ مین پہونچے جہان آفتاب جہانتاب کی شعاع
نہ پہونچتی روشنی کا گذر محال تھا جدھر نظر جاتی اندھیرا دکھلاتا ایک طرف سے
تاریکی دکھلائی دوسرے جانب دریاے ژرف کی لہر آئی جسوقت منطقہ فلک اعظم سے
دور ہوا جو کچھ روشنی کا آثار تھا وہ بھی مستور ہوا اُسوقت سکندر گھبرایا کہ اب
کیا تدبیر کیجیے آنے سے پشیمان سرگریبان متحیر تھا کارآگاہان دانشمند نے
کہا کہ اس تاریکی مین جانا ہو گا مگر تدبیر شرط ہی کہ کیونکر لوٹ آنا ہو گا اول
بازگشت کی راہ تلاش کیجیے بعدہ اس کنج تار مین قدم دیجیے جسوقت
اُس تیرہ بیابان کی شب ہوئی ایسی سیاہی چھائی کہ مردم دیدہ کو پلک دیکھنا
دشوار ہوا قہر خدا جہان کے دن مین یہ اندھیر وہان کی رات کا کب ٹھکانا
تیرہ بختون کے دل سے زیادہ تیرہ و تار تھی بال سے راہ باریک نمودار ہو گئے کھڑے

ہوتے تھے ہوشگافون کے ہوش کھوتے تھے الغرض ہر ایک نے آرام کیا
ایک جوان نے اپنے بوڑھے باپ کو صندوق مین چھپا کر ہمراہ رکھا تھا
اُس روز باہر نکالا صندوق مدعا کا قفل توڑا کہا کہ ای پدر بادشاہ ادھر سے
آنے سے نہایت ہراسان لوٹ جانے کا خواہان ہی مگر یہ چاہتا ہی کہ ہر چہ بادا باد
ظلمت کو سدھارنے الا بازگشت کا وسیلہ جویان ہی اگر تیری عقل کام کر جاے
حسن مجرا ہو بندہ سرفرازی پائے اُس پیر دلیر نے کہا کہ اگر بادشاہ کو یہی تمنا ہو
چاہیئے کہ ایک مادیان جو اول مرتبہ جنے کو ہو ہمراہ لو جس جگہ وہ جنے وہین پہ
اُسکا بچہ قتل کرو مگر ظاہر تا کہ مادیان کی نگاہ اُسپر پڑ جاے اور وہان سے
گام فرسا ہو واپسی کے وقت خود وہ مادیان اپنے بچہ کی خاک سونگھتی
چلی آوے گی اُسکے عقب مین لشکر چلا آئے اور وہان سے سیدھا رستہ
پائے یہ تدبیر جوان کی دلپذیر ہوئی جسوقت سپیدہ سحر آشکارا ہوا حاضر دربار ہوکر
مفصل ماجرا کہہ سنایا بادشاہ نے فرمایا یہ تیری فہم و فراست سے دور پایا جاتا ہی
کہ تیری رائے سے یہ منصوبہ ہوا ہو سچ بتلا کسنے سکھلایا راہ راست کا پتا دکھلایا
جوان نے کہا اگر جان بخشی ہو عرض کرون جب عفو تقصیر کا وعدہ درمیان آیا
ماجرائے گذشتہ کہہ سنایا اسی گفتگو مین تھے کہ وہی مرد وحشی نمود ہوا ایک گٹھڑ
سمور سیاہ کا نذر دکھلا کر آنکھون سے پوشیدہ ہوا حیرت پر حیرت ہوئی المختصر
منزل مقصود کی عزیمت ہوئی ایک مادیان ہمراہ لی ظلمت کدہ کی راہ لی
سکندر نے خضر پیغمبر کو پیشوا بنایا اسپ راہوار پہ سوار کرایا فرمایا
چپ و راست سراغ لیوے جدھر چشمۂ زندگانی ہو ایسا کرے خضر نے

سبز بختی دیکھی پیشقدمی کی تقدیر نے لب چشمہ پہونچایا آبرو بائی تشنگی بجھائی
چشمہ کی آب و تاب سے آنکھوں مین آب آئی نشانات پر نگاہ دوڑائی تاکہ سکندر کو
آگاہ کرے سکندر کی تقدیر مین تو محرومی تھی وہ چشمہ چشم مشتاق کی نظر سے پنہان ہوا
خضر اُسکی تجسس مین نہایت حیران ہوا آخر کو دل مین خیال آیا کہ سکندر کی
قسمت مین جاودانی حیات نہین ورنہ پلک مارنے مین اس چشمہ زندگانی کا
چھپ جانا کوئی بات نہین بعض کہتے ہین کہ خضر و الیاس باہم گئے تھے
جب چشمۂ حیوان پر جا پہونچے کھانا لا خورش کے ہمراہ ماہی نمک سودہ تھی
اتفاقاً ایک کے ہاتھ سے مچھلی چشمہ مین جا گری وہ زندہ ہوکر اچھل پڑی
اس آثار سے چشمۂ حیوان جانا دونون نے نوش کیا وہان سے ایک جنگل کو
سدھارا دوسرا چشمہ پر جا گزین ہوا الغرض سکندر چالیس روز اسی تنگ دوین میں
جب ناچار ہوا معاودت کی مگر وہان سے نکلنے کی تدبیر کرتا تھا ناگاہ ایک
سروش نے دوچار ہوکر دست بوس کیا فرمایا کہ مشرق سے مغرب تک
زیر حکومت لایا مگر حرص و ہوس سے نہ باز آیا بعدہ ایک سنگریزہ ایک شیشے
الم دیکر کہا اسے جان سے زیادہ عزیز رکھنا اسمین کوشش کرنا کہ اسکا
ہمسنگ پیدا ہو تاکہ حرص و تمنا دور ہو یہ کہکر وہ ناپدید ہوا دوسرے ہاتف نے
آواز دی کہ ہر ایک کا مقسوم ازل سے ہوگیا خضر سیراب سکندر محروم پھرا
دوسرے ہاتف کی صدا آئی کہ جو کوئی اس سرزمین سے اُٹھا ہے
پشیمان ہوا اور جو نہ اُٹھا وہ بھی حیران ہوا الغرض سکندر ظلمت سے
باہر آیا ملدیان کو پیشوا بنایا چالیس روز کے بعد اسی مقام پر آ پہونچا

برگشتہ طالعی نے آب حیوان سے محروم پھرایا پچ ہے بہ مثال
روزی چہ باید دوید + تو بنشین کہ خود روزی آید پدید +

مراجعت فرمانا ظلمات سے محروم وناکام

جسوقت سکندر نے ظلمت کدہ سے نکل چہرہ خورشید دیکھا لشکر سے آملا شکر کیا کہ زندہ واپس آیا اپنی محرومی کا کچھ رنج نہ فرمایا جب لشکریون نے اپنے پتھرون پر نظر کی یاقوت کے ٹکڑے پائے پشیمان ہوئے کہ کیون کم اٹھائے جو کچھ بھی نہ لائے تھے وہ بار حسرت سے گردن جھکائے تھے چند روز کے بعد سکندر کو فرشتہ کا پتھر یاد آیا ترازو منگا وزن کرانا چاہا کوئی پتھر لنگر ہم سنگ نہ پایا حیرت نے ستایا آخر جب خضر نے ہدایت کی خاک سے ہموزن کیا برابر پایا تعجب کا طپانچہ کھایا خواب غفلت سے بیدار ہوا سمجھا کہ انجام کو خاک ہی سارا جھگیڑا ایک ہی ناحق سونے چاندی کی حرص مین زندگانی برباد ہی ایک روز تاجدار بلند وقار نے فرمانروایان اطراف کی مجلس ترتیب فرمائی ہر کس و ناکس کی داستان زبان پر آئی ظلمات کی تاریکی کا حال روشن فرمایا سیاہی و سفیدی کا ماجرا کہ سنایا یہ سنکر ایک پیر روشن ضمیر ملتمس ہوا کہ بادشاہ سلامت اگر آب حیات کی جستجو حیات جاودانی کے واسطے ہی نتیجہ مرگ کی نجات کا پہلو ہاتھ مین آنا تمنا ہی تو اسی مرز بوم مین ایک شہر ہی جسکے باشندے صدمہ مرگ سے محفوظ ہین اُس شہر مین ایک پہاڑ ہی وقت معہودہ مین اُس پہاڑ سے آواز آتی ہی کہ فلانے ادھر آنا جسوقت مطلوب کے کان مین یہ آواز پہونچی کشش کھربائی ہوتی ہی فورًا پہاڑ مین جاتا ہی وہان اپنے تئین چھپاتا ہی بس اگر شہر یار

کیوان و تار مرگ سے امان طلبگار ہے وہان کا سفر کرے چندے اور قطع رہگذر کرے
بادشاہ نے جب یہ طلسمات سنا چند عقلا کو روانہ کیا کہ اُس رازنہان کی خبر لائین
فرمان بردار روانہ ہوئے وہان جاکر تماشا دیکھا جنسے اپنی طلب کی آواز پائی فوراً
مجموعہ مردمان سے رم کرکے طرفۃ العین مین نظر سے پنہان ہوا آواز کا اعجاز جانے
اور نہ آنے کا راز کچھ نہ کھلا ایک مرتبہ ہاتف نے فرستادگان شاہی سے
ایک نفر کو بلایا اُسنے فی الفور قدم اُٹھایا ہر چند یاران ہمراہی سنے دست درازی کی
دامن وگریبان مین ہاتھ ڈالا مگر اُسنے اُنکا پیچھا نہ دیکھا کسی کی لپٹ کام نہ آئی مطلوب کو
بےکلی چھائی دامن جھاڑ پہاڑ کو فراری ہوا تھوڑے دن گذرے تھے کہ
دوسرے پر زندگانی کا بوجھ بھاری ہوا رفتہ رفتہ کتنے اشخاص پہاڑ مین
جا چھپے کسی کے ہاتھ گوہر مقصود نہ آیا باقی ماندہ چند نفر جب گھبرائے سکندر کے
دربار مین واپس آئے کیفیت گذشتہ کا اظہار کیا پیر مرد کا تصدیق گفتار کیا
سکندر نے جو یہ سنا خاص ارادہ چھوڑا ایسے کوچہ سے مُنھ موڑا

اتمام حال سکندر

جسوقت سکندر کو زمانہ کا فراز و نشیب مدنظر ہوا دل بیقرار کو اسپر قرار آیا
کہ دنیا جاے مدار نہین ایک مرکز پہ پرکار نہین اُس غار پہ لعنت کر تمام شہر بسایا
وان سے روس آیا پھر دریا کی راہ سے روم کا راستہ لیا
بزرگان روم استقبال کو آئے باعزاز تمام دارالخلافہ مین لاے گئی ہوئی
رونق تازہ ہوئی رعایا کو عیش و عشرت نصیب ہوئی نئے سرسے
ملک چمک گیا زمانہ نے آرام پایا سکندر نے داد و دہش پر

کمر باندھی ہفت کشور کی تمنا چھوڑی ہر طرف اپنا فرمان برداتا جدار بنایا
ہر ایک کو سرفراز فرمایا عقل خداداد جو نصیب ہوئی دانائی کی حکمت ایجاد کی
عدل و داد کی رواج کی غریب غربا کی رفع احتیاج ہوئی دوسری مرتبہ
جب رسالت کا رتبہ پایا دوبارہ عزم سفر فرمایا اس مرتبہ تر و خشک کی
سیر فرمائی دین و ایمان کی راہ دکھلائی

از نتیجہ طبع وقاد برگزیدۂ انام منشی سالگرام منصرم بندوبست ضلع فتحپور

چون دارد زبان بیاسے چند	کرد تصنیف لالہ گوکل چند
ازسر آفرین بشنو تاریخ	گفت ہاتف بمن نکو تاریخ

۱۲۸۹

تقریظ نتیجہ طبع ناثر بیتال ناظم شیرین مقال دبیر عطارد نظیر
دبیر الانشا جناب منشی ظہیر الدین صاحب ظہیر دام فیضہ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

خامہ باشد بمعرکہ سوار	نیزہ برکف دو زبان چون ذوالفقار
شاہ رومی نیز ند بر زنگیان	اے قلم برخیز آمد وقت کار
باز سر کن شور دان در رزمگاہ	اے کمیت خامۂ مشکین نگار
من نمیدانم چہ سے باید نوشت	ہرچہ خواہی سبے تکلف بر نگار
زانکہ مرفوع القلم خود بودہ	دست من داری بدست اختیار
بر سفیدے جلوہ گر حرف سیاہ	شد مجسم ابلق لیل و نہار
پرتو سلطان مضامین جلوہ گر	باادب حسب الاجازت رہ سپار
حضرت دل بر سمند اشتیاق	ہمقدم ہمراہ تو در کار زار

شان و شوکت صولت اسکندری ‌‌ از عصاے نیزہ ہیبت چوبدار
ہمرکابت فوج امداد خدا ‌‌ لشکر رعب و شجاعت بے شمار
مروحہ جنبان بود باد نفس ‌‌ دود دل بالاے سر شد چتر دار
پیش قدمی کرد بہر یا تراب ‌‌ نصرت و فتح و ظفر عز و وقار
طرقو گویان نقیبان فغان ‌‌ آب پاشش راہ ابر نوبہار
نعرۂ شلیک سلامے میزند ‌‌ سوز پنہان شعلہ زن مہتاب وار
چون نشان بے نشانی شد علم ‌‌ شد نشان فتح و نصرت آشکار
نالہ پیشا پیش شد نقارہ زن ‌‌ گشت بر اسپ ہواے دل سوار
زین تجمل لشکر سلطان روم ‌‌ حملہ آور شد بہ فوج زنگبار
در سیاہی خامہ چون سیخ کباب ‌‌ زنگیان را کرد اسکندر شکار
نوش جان چون طوطیا نوشش نمود ‌‌ بر کشید اسکندر از زنگی دمار
بر سپیدی نیست این حرف سیاہ ‌‌ رومی و زنگی شدہ باہم دوچار

حبذا تحریری بنظر ظہیر در آمد کہ عقیدہ کلیہ را باطل کرد زیرا کہ عقیدہ اکثران اینست کہ در فکر و تلاش قوافی و رعایت لفظی و رنگینی عبارت و شاعری ادا ے مطلب بیان واقعی چنانکہ باید صورت نمی پذیرد کہ گفتہ اند

ادا ے مطلب کما ینبغی تمام برہم خورد یقینی ‌‌ چو در تلاش قوافی و لفظ و اجتماع نعت نشینی
چرا کہ دل یک بود و لیکن ہزارہا مدعاست کہ روے ‌‌ چو دل بسیر پری باین رو واید کجا رخ مدعا ببینی
مثال این گر زمن بپرسی ببین بہ آئینہ کہ خوش چہ بندہ است ‌‌ عظیم گردیت تار زلفش چہ بین روے بر زمینی

اینکہ عقیدہ کلیہ موجہ بودہ است مگر این مترجم سکندر نامہ کارنامہ عجیب بکار بردہ است

که کار بر دلها میکند که با همه رنگین عبارت ولطافت بیانی و رعایت قوافی وصنایع
لفظی ومعنوی اصل مطلب از دست نداده است بلکه مطالب ومضامین غامض را
آسان تر وا نموده که مضامین مغلق دشوار فهم سکندر نامه را با همه رنگینی
عبارت مقفی وسجع چنان واضح تر وا نموده که چون آئینه معاینه می شود این آئینه
زنگ آلوده سکندری را از زنگ زنگیان پس از دست مصقل نموده هر آئینه
صورت سکندری معائنه کنانیده که گفته اند ؎ دل را اگر تو صاف نمائی هر آئینه
در روے جمال دوست بهبین معائنه + او در دل من ست و دل من بدست او
چون آئینه بدست من و من در آئینه + در دست هر که آئینه است اختیار اوست
هم در کفش مبائنه وهم معائنه ؎ مرحبا کاتب خجسته رقم + از تو گویا شود
زبان قلم + با همه التزام رنگینی + شد بخوبی اداے مطلب هم + پس لطف
این بیان که بر دلم کار کرده است بدون اندک توضیح کار بر دلها نتواند کرد
لاجرم توان دانست که در میان سوانح تواریخ ومطلب نویسی ومعاملات
نظر بر صحت روایات وسلامت بیانی قریب الفهم مقدم دانسته اند که خبر
از مبتدا دور نباشد وا غلاق وتعقید در عبارت واقع نشود تا ملاحظه کنندگان را
در ادراک اصل مطلب اشتباه ودقت رو ندهد وتبلاش وتحقیقات لغات ادراک
نفس المدعا ملتوی نماند از ینجاست که تواریخ منظوم را اعتبارے نداشته اند
مثل شاهنامه که برعایت مبالغه شاعرانه بجانب صحت بیانی التفات کمترست
واین در مقام شاعری اگرچه هنرست مگر در عالم مطلب نویسی وسیر وتواریخ
مورخان عدول وثقات عیب پنداشته سلم نداشته که گفته اند

؎ در شعر مپیچ و در فن او + چون اکذب اوست احسن او + ازانجاست
که تواریخ شاعرانه را معتبر نداشته اند بر همین شاهنامه چه موقوف است مثنوی
زلیخای جامی علیه الرحمه ملاحظه رود که بیان صحت حکایت در مصحف عزیز چون است
و بیان چنین مهذب در مقام شاعری چگونه است چون حال هیچ ثقات متین
در عالم شاعری این است تکلیف الغیر خصوصاً مصنف تاریخ سکندرنامه
خلاف شان مورخان ثقات التزام کرده است که الفاظ فصیح متعارف
قریب الفهم سلیس القصد ترک کرده الفاظ مغلق غیر فصیح را بتکلف
داخل نموده اهتمام بلیغ بکار برده است که در فهم هر کس نمی آید که میگوید
؎ نوازشگریهای پدرام تو + برآرد بهفتم فلک نام تو + خود ظاهر
که لفظ پدرام غیر متعارف است و چندان فصاحت هم ندارد و به تبدیل لفظ
پدرام بلفظ نیک فرجام تو که متعارف و فصیح می نماید نیز مصرع و معنی درست میتوان شد
نوازشگری نیک فرجام تو مع هذا لفظ متعارف عام فهم را ترک گفته بقصد
اغلاق کرده است چنانکه میفرماید ؎ چو صبح از دم گرگ بر زد زبان + بخفتن
در آمد سگ پاسبان + پس از لفظ دم گرگ مضمون طلوع صبح مراد گرفتن
بجز معنی فی بطن الشاعر چه توان گفت علی هذا میفرماید که ؎ چو دارا جواب سکندر شنید
یکی دورباش از جگر بر کشید + پس بجای لفظ دورباش لفظ آه سرد متعارف چسپان
تر بود مگر اینکه عمداً متعارف را گذاشته غیر متعارف را اختیار فرموده است که
میفرماید ؎ سخن به که با صاحب تاج و تخت + بگویند سخته نگویند سخت + علی هذا
بجاهائے که الفاظ صاف متعارف آورده اند اغلاق در معنی بقصد فرموده اند که میفرماید

سے سر بر سر زانو آورد جاے + زمین زیر سر آسمان زیر پاے + بجای میفرماید
کہ سے گرم سنگ آبی وہی در جواب + چو کوہ افگنم سنگ خود را در آب + علیٰ ہذا
الفاظ مغلق و غیر متعارف بقصد داخل کردہ آسان را دشوار فہم کردہ اند
کہ میفرماید سے ز تار و رہ و ناچخ و بید برگ + قوارہ قوارہ شدہ درع و ترگ +
ز نہر لے حملہ زہراے تیغ + شدہ آب خون در دل تند میغ + شبہای شبیہ
ز آواز تیر + چو صور سرافیل در رستخیز + ز آتش بدل گشت مشت شرار + کلیچہ
شد آن سیم کاورس دار + علیٰ ہذا بجاے کہ الفاظ صاف متعارف عام بسلاست
تمام آوردہ اند آنجا مغالطہ درج کردہ اند کہ معانی لفظی دگر و مراد مصنف معنی
فی بطن الشاعر دگر ست کہ میفرماید سے بہ گلچیدن آمد عروسی بباغ + فروزندہ
روے چون روشن چراغ + سر زلف بر عطف دامن کشان + ز چہرہ گل از خندہ
شکر فشان + رخی چون گل و برگ آورد خوے + بمن داد جامی پر از سرخ می +
کہ بر پادشاہ جہان نوش کن + جز این ہرچہ داری فراموش کن + پس خود ظاہر
کہ معانی ظاہر لفظی تعریف عروس ست و مراد مصنف معنی فی بطن شاعر از لفظ
عروس عروس فکر مقصود ست علیٰ ہذا ہیچ مقام از مغالطہ و اغلاق و استعارہ کمتر
خالی ست و این صفت در مقام شاعری اگرچہ ہنر ست مگر در مقام سیر و تواریخ
و مطلب نویسی و معاملات دنیوی نہایت معیوب دانستہ اند کہ مقصود از نوشتن
سیر و تواریخ ادراک و اطلاع عام بصحت روایت قریب الفہم میباشد مبالغہ شاعرانہ کہ راست
ہم دروغ می نماید مگر در اینجا کہ مصنف کتاب خود بنظر اخفا از نظر نا اہلان بقصد
اغلاق و مغالطہ و استعارات خالق کردہ است البتہ معذور تواند بود و آنکہ اہل است

خورده می باید که عاقلان را اشارتے کافیست آن اشعار عذر به مصنف
بدین اشعار ست که سفر باید سکندر را برگنج ازانجا نشست + که تاراج گان گنج
نا به دست + اگر نخل خرما نباشد بلند + ز تاراج هر طفل باید گزند + بشحنه توان
پاس ره داشتن + بجا کستر آتش نگه داشتن + الخ پس در مقامی که مصنف کتاب
خود از بیشتر به عذری یا وجهی موجه یا عیبی اشاره کرده و به ایراد بر مصنف عاید
نمی شود و آن عیب هنر می شود و لفظ غلط به صحیح غالب تر می نشیند چنانکه لفظ
مَرَض بفتحتین صحیح ست و ساکن الاوسط غلط مگر ظهیر که بجاے خودش همین لفظ
غلط ساکن الاوسط را برابر قافیه فَرْض ساکن الاوسط بقصد آورده از غلطی خود
اشاره کرد لطفے عجیب پیدا شد که هرگز در صحت لفظ ممکن نبود یعنی در عربی
که قافیه اش فرض و قرض ساکن الاوسط بود این شعر از خامه این سیه نامه
بر آمد که هست ساکن مریض تو از ضعف + حرکت کی توان شدن
در مَرْض + فانظر کیف کان کذا معذار ارباب عدول و ثقات و
مورخان واقعی نویس در مقام واقعه نویسی کمتر معذور و معاف میدارند یگویند
که این راز و اسرار اخفا طلب نبود که براے اخفا از نا اهلان عام پرده اغلاق
و مغالطه را حجاب کرد که خود او تعالی شانه تمام حکایت همین سکندر ذو القرنین را
به تصریح تمام در جزو شانزدهم رکوع اول سوره کهف بیان میفرماید باز مورخ
شارح را پرده اغلاق بران انداختن چه جا داشت که کار شارح متعلق را آسان کردن است
آسان را مغلق که بدین جهت هنوز در تمام مورخین در حکایت و تفریق سکندر رومی
و ذو القرنین اختلاف ست و اکثر مورخین بر همین اتفاق کرده اند که سکندر رومی

بن فیلقوس دگر بود و ذوالقرنین کہ بیانش در مصحف عزیز ست دگر ست کہ در
طبقہ اولے بزمرہ انبیا می نویسند کہ آن بادشاہ و این نبی بود و خطاب و کلام
دو می خدا بلفظ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ بجانب انبیا زیباست نہ بجانب بادشاہان
ازانجاست کہ ہمہ مورخان ذوالقرنین نبی را کہ ذکرشش در قرآن است
از سکندر شاہ روم جدای نویسند و مورخ سکندرنامہ ہمہ کارنامہ ہاے
سلطنت ظاہر داد، سکندرنامہ بری و تمام صفات معجزات نبوت را چنانکہ
در قصہ ذوالقرنین مصحف عزیز وارد ست در سکندرنامہ بحری بہ تحقیقات
صراحت تمام نشان میدید و وجہ تسمیہ سکندر بہ لقب ذوالقرنین ہم در سکندرنامہ
بحری بجانب ہمین سکندر رومی نسبت میدہد و اکثر مفسرین قرآنی ہم ہمین جانب رفتہ
تحقیقات مورخ سکندرنامہ را قوت میدہد با اینہمہ قوت و صحت روایت
کہ مصحف عزیز تائید قولش میکند از غایت اغلاق و مغالطہ در عایت شعرے
آنقدر آسان را دشوار کردہ است کہ سکندرنامہ بحری ہنوز با ہمہ کثرت مطالع
والطباع پذیرے رواج نیافتہ و بحد شیاع نرسیدہ و بسبب کمال اغلاق
ولا علمی التصحیف و تحریف کاتبان نقل نویس بران مزید شد کہ نوبت بشایع
شدنش نرسید و اختلاف مورخان تفریق ہمدگر ہمچنان باقی ماند درین صورت
آن مشقت و مجاہدہ مصنف سکندرنامہ کہ بہ تحقیقات و نظم ہر دو سکندرنامہ
بکار برد بیکار ماند و از غایت اغلاق و مغالطہ شاعرانہ او کہ معنی فی بطن الشاعر
است رائگان رفت و قول فیصل تا این مدت دراز ہیچ منقح و یکسو نشد کہ سکندر رومی
و ذوالقرنین ہر دو شخص واحد بودند یا جدا جدا و کس بودند یکی سکندر شاہ روم

بن فیلقوس و دیگری ذوالقرنین در طبقۂ انبیا کہ ذکر تفصیلی او در قرآن ست لاجرم بس عجب است بل غضب است کہ انچہ تمام ارباب سیر و تواریخ از حکایات و روایات سلاطین و انبیاے سلف بیان کنند اختلاف در شخص معین نباشد و انچہ خود او تعالے بوضاحت و تفصیل و صراحت تمام بیان فرماید و تحقیقات مصنف سکندرنامہ ہم بدان موافق و اتفاق اکثر بلکہ تمام مفسرین بجانب ادراج باشد تاہم قول فیصل یکسو نشود و اختلاف باقی باشد این محض بسبب اغلاق و رعایت شعری و پردہ داری ہاے مصنف سکندرنامہ بری و بحری بود کہ درین زمانہ مترجم این سکندرنامہ اردو کارنامہ عجیب بکار بردہ کہ کارنامہ سکندری را چون آئینہ سکندر معائنہ راے العین تمام خواص و عوام نمود و نقاب اغلاق از چہرہ عروس مدعا برانداخت لاجرم کاتب تقریظ را حجاب اختلاف و تفریق کہ بیان تمام مورخین در امر ذوالقرنین و سکندر رومی عائق ست برانداختن واجب آمد پس ہمین قول فیصل است کہ انچہ در مصحف عزیز خود خداے تعالیٰ سفرماید و برہان نص قرآنی و ہمہ مفسرین و مصنف سکندرنامہ اتفاق کردہ اند ق اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ پس آن قول فیصل در مصحف عزیز ابتداے جزو شانزدہم رکوع اول سورہ کہف چنان خبر میدہد و بحبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید کہ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ مفسر مینویسد یعنی سوال میکنند از تو مشرکان مکہ از ذوالقرنین کہ بادشاہ مغرب و مشرق بود و بدین جہت ذوالقرنین لقب شد کہ بکرانہ مشرق و مغرب سیر و طواف کردہ دخل و تصرف نمود یا زمانہ سلطنت او تا دو قرن بود یا تاج او دو شاخ داشت یا بدست و یا حرب و

وضرب میکرد یا کریم الطرفین بود یا علم ظاہر کہ عبارت از سلطنت ظاہر و علم باطن
کہ مراد از سلطنت باطن یعنی نبوت ست ہر دو جمع داشت یا دو گیسوے بافتہ
از ہر دو جانب بر سر داشت پس اینہمہ صفات در سکندر نامہ بحری بجانب
ہمین سکندر رومی نسبت میکند و مفسرین کلام اللہ ہم ہمین مینویسند و اشہر
آنست کہ این سکندر رومی ست بعد ازین در مصحف عزیز او تعالی
بحبیب خود میفرماید قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا یعنی بگواے محمد
بسائلان کہ قریب ترست کہ بخوانم بر شما ذکرے و بیانے از ذو القرنین اِنَّا
مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا یعنے بدرستی کہ ما تمکن
گردانیدیم مر اورا باستیلا و غلبہ تمام بر روے زمین و دادیم اورا از ہر چیز سببی
کہ بعالم اسباب بدان غالب می آمد در تفسیر ملا حسین علیہ الرحمہ افادہ میفرماید
کہ حق سبحانہ تعالے نور و ظلمت را مسخر او کردہ بود و ہمین مضمون بعینہ مصنف
سکندر نامہ بہ تنقیح تمام مینویسد و در زاد المسیر مینویسد کہ حق تعالے سحاب را
بفرمان او کردہ بود تا بر و سوار شدہ ہر جا کہ میخواست میرفت روزی از روم
بیرون آمدہ مصر را مسخر ساخت و با زنگیان حرب کردہ غالب آمد و عزم مغرب نمود
پس بحرب زنگیان ہم مضمون سکندر نامہ بری مطالب بقت میکند بعد ازین
سبحانہ تعالی میفرماید کہ فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا
تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ یعنی بحکم خدا سببی درین عالم اسباب چنان واقع شد کہ ذو القرنین تا حد
مغرب رسید تا مقام غروب شمس و بچشم خود مشاہدہ کرد آفتاب را ہنگامی کہ فرو
میرود در چشمۂ آب گرم بعد ازین می فرماید کہ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا یعنے یافت

ذوالقرنین نزدیک آن چشمہ بر ساحل دریاے مغرب قومے را مفسر مینویسد
کہ آن قوم را ناسک گویند کہ بت پرست سبز چشم و سُرخ مو تناور ہیبت بودند
لباس ایشان پوست حیوانات و غذاے ایشان گوشت و جانوران آبی
بعد ازین او تعالےٰ خطاب بہ ذوالقرنین نمودہ میفرماید کہ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ
اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا درینجا مفسر مینویسد
کہ گفتیم ما اے ذوالقرنین پس این گفتن خدا بہ ذوالقرنین اگر نبی بودہ باشد وحی ست
و اگر نبود بالہام یا بزبان پیغمبر آن زمانہ بہر تقدیر خطاب و کلام حقتعالےٰ
نسبت بہ ذوالقرنین از ظاہر معنی آیہ کریمہ ظاہرست پس تخصیص وحی اگر بجانب
ہمین سکندر رومی کردہ شود قباحتے لازم نمی آید کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ در سورہ
نحل نسبت وحی فرستادن بجانب زنبور عسل میفرماید کہ وَاَوْحٰى رَبُّكَ
اِلَى النَّحْلِ یعنی وحی فرستاد پروردگار تو بجانب زنبور عسل الخ پس حاصل معنی
آیہ کریمہ اینست کہ او تعالےٰ میفرماید کہ گفتیم ما اے ذوالقرنین یا عذاب و
ہلاک میکنے این قوم ناسک را یا ارادہ نکوئی بایشان داری فقط بعد ازین
او تعالےٰ از جواب ذوالقرنین باین الفاظ خبر میدہد قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ
یعنی گفت ذوالقرنین بجواب قول خدا کہ اما کسے کہ ظلم کردہ است
یعنے بر کفر خود اصرار دارد پس قریبست کہ عذاب کنم
و بکشم او را این عذاب دنیاست باز او تعالےٰ از زبان ذوالقرنین
میفرماید کہ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا یعنے ذوالقرنین بجواب
او تعالےٰ گفت کہ بعد عذاب و قتل دنیا باز گردانیدہ شود آن کافر معذب دنیا

بسوے سزاے پروردگار خود در قیامت پس عذاب کند او را خدای تعالے
عذاب سخت و منکر الخ بازاو تعالے جواب سخن خود از زبان ذوالقرنین سیفرماید که
وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا
یعنی گفت ذوالقرنین بجواب قول خدا که هرکه ازینها ایمان آرد و عمل صالح کند
پس برلے او در هردو جهان پاداش نیکوست وزود باشد که امر کنم او را کار آسان
فراخور طاقت او الخ مفسر مینویسد که برگماشت ذوالقرنین لشکر ظلمت را
بر قوم ناسک که ترسیده ایمان بخدا آوردند پس بدین عبارت از سیر
حد مغرب او تعالے خبر سیدهد بعد ازین سیر جانب مشرق و سد بستن
راه یاجوج و ماجوج ازین هم واضح تر خبر سیدهد که میفرماید ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ
مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا یعنے او تعالے سیفرماید که ذوالقرنین بعد سیر و تصرف
جانب مغرب بسببی که مسبب الاسباب در عالم اسباب مهیا کرد با لشکر
قوم ناسک که بدو ایمان آورده بود جانب مشرق برآمد و لشکر نور را از پیش و لشکر
ظلمت را از عقب بداشت و بجانب جنوب متوجه شده قوم هاویل را مسخر کرد
و بهمان طریق که در قصه ناسک مذکور شد روے بمشرق نهاد اینکه عبارت تفسیرست
حاصل معنی آیه کریمه اینکه بسببی که مسبب الاسباب برانگیخت که ذوالقرنین رسید بمشرق مطلع
برآمدن آفتاب یافت آفتاب را هر بامداد که طلوع میکند و شعاع می اندازد بر قومی
که خدا میفرماید نه گردانیده بودیم براے آن قوم سوای آفتاب هنگام طلوع
شدن شمس پوششے از لباس و بنا که میان ایشان و آفتاب حائل باشد فقط

مفسر لقب این قوم را منسک مینویسد بعد ازین او تعالے میفرماید کذالک
وقد احطنا بما لدیہ خبرا مفسر تفسیر این آیہ چنان مینویسد کہ ہمچنان
کرد اسکندر بایشان کہ باہل مغرب کردہ بود پس اینجا بصراحت لفظ اسکندر است
مینویسد ازین صاف و صریح پیداست کہ بے شبہ ذو القرنین ہمین سکندر رومی
پس خدا میفرماید کہ ما احاطہ کردیم بانچہ نزدیک او بود از روے آگاہے
مفسر چنان مینویسد کہ تمام لشکر و سامان و آلات حرب جہانگیری برو جمع شدہ بود
فقط اینکہ سیر مغرب و مشرق تمام شد بعد ازین مضمون سد راہ بستن براے
امتناع یاجوج و ماجوج نسبت ہمین سکندر ذو القرنین باین صراحت او تعالی
میفرماید کہ ثم اتبع سببا مخفی مباد کہ خداے تعالے زور و قوت
و غلبہ و تسلط بادشاہان دنیا بحیلہ ہاے اسباب ظاہر از اجتماع فوج و لشکر
و حشم و خدم و سامان جنگ وغیرہ میفرماید و غلبہ انبیا از معجزات و امداد غیبی
از افواج ملایک و جنود اللہ میفرماید اینجا نسبت سکندر ذو القرنین کہ نبوت
با اسباب سلطنت ظاہر مثل حضرت سلیمان علیہ السلام جمع بود از اینجاست
کہ در ہر مقام ہنگام سیر مغرب و مشرق و جنوب و شمال ہمی بحیلہ عالم اسباب
برانگیختہ حرف اتبع سببا ثم اتبع سببا میفرماید پس این مہیا کردن سبب
از اسباب ظاہر برعایت سلطنت ظاہر توان دانست و عطاے معجزہ بنابر
رعایت نبوت جداست کہ نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام سخرنا لہ الریح
میفرماید یعنے مسخر کردیم براے او باد را و نسبت ذو القرنین تسخیر نور و ظلمات
مفسرین مینویسند و بر ہمین مضمون در سکندر نامہ بحری اتفاق میکنند و قوت می بخشد

ازینجا بجان سخن توان رسید که او تعالے میفرماید ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ مفسر مینویسد که بعد ازین مسبب الاسباب سببی برانگیخت که رسید سکندر ذو القرنین از مشرق بشمال تا اینکه رسید در زمین ترک میان دو کوه که پس آن هر دو کوه زمین قرارگاه یاجوج ماجوج ست دریافت سکندر در پیش آن دو کوه گروهی با صورتهاے عجیب و شکلهای غریب که نمی فهمیدند زبان لشکریان سکندر و نه لشکریان زبان آن قوم را مے فهمیدند تا اینکه آن قوم بواسطهٔ مترجم گفتند که اے ذو القرنین هر آئینه یاجوج و ماجوج فساد میکنند در زمین هرگاه که از پس این کوهها بیرون آیند انچه از گیاه سبز یابند بخورند و انچه خشک باشد با خود برند و تمامی چهارپایان مرا میکشند و میخورند و اگر چهارپایان را نیابند آدمیان را می برند و ایشان دو گروه اند از اولاد یافث ابن نوح علیه السلام در تفسیر عین المعانی آورده که آدم علیه السلام را احتلام افتاد منی او بخاک آلوده شد آدم ازین حال اندوهناک شد حق تعالے این دو قوم یاجوج و ماجوج را از خاک آلوده بمنی ابو البشر بیافرید از مرتضی علی علیه السلام منقول ست که قامت بعض از ایشان برابر شبر ست و قد بعض دراز تر و در حدیث آمده که صنفی ازان بمقدار شجره ارزند که درختی ست در ولایت شام طول او صد و بست گز و صنفی را طول و عرض برابر و صنفی چنان اند که یک گوش را فرش بستر و گوش دیگر را لحاف سازند و در صفت ایشان گفته اند ؎

بگونه چشمی سگے جیفه جوے + بگوش دراز از خران پرده گوے + نه شرمے

ونی صورتش دلنواز + یکی گوش کوتاه و دیگر فراز + بهنگام خفتن بخسپند سیر +
یکی گوش بالا و دیگر بزیر + شکن بر شکن چین ابروے شان + کشان ریش
تا زیر زانوے شان + شکم پهن و پا خرد دندان دراز + برون آمده از دهن
چون گراز + چو بوزینگان آمده در وجود + مژه زرد و رخ سبز و دیده کبود
ندارند جز خواب و خور هیچ کار + نمیرد یکی تا نه بیند هزار + القصه آن گروه
سکندر را گفتند که ما ازین قوم یاجوج و ماجوج به تنگ آمده ایم فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ
خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا پس قرار دهیم براے تو از مالهاے خود
مزدی و هدیتی تا گردانی ای سکندر در میان ما و این قوم یاجوج و ماجوج سدی
تا سد باب و منع کند آنها را از آمدن قَالَ مَا مَكَّنِّىْ گفت سکندر را آنچه دسترس داد
خدا مرا فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ وران پروردگار را بهتر ست که شما مید هید مرا فَاَعِيْنُوْنِىْ
بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ مفسر تفسیر
این آیه مینویسد که گفت سکندر بجواب آن قوم که مدد کنید مرا بقوت
و توانائے در بارکشی و مزدوری تا بنا کنیم در میان ایشان دیوارے
مستحکم و بیارید بنا کنی با پاره هاے آهن نزد ما منقول ست که فرمود تا خشتها
از آهن ساختند سے بفارغ دلے جابجا تن زدند + همه روز و شب خشت
و آهن زدند + آنگاه حکم کرد که میان دو کوه را که چهار هزار قدم بود شصت و پنج
گز بلند ید ند تا به آب رسید پس در ته زمین و روے آب یک خشت از سنگ خارا
نهادند و خشتهای آهن بر بالاے آن برابر چیدند حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى
تا آنکه فرش برابر هموار مساوے شد بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ میان هردو کوه

پس فرمود سکندر تا ہیمہ بسیار بر بالا و اطراف وجوانب آن برچیدہ از
ہر طرف آتش دادہ بادہا در زدند قال انفخوا گفت سکندر کہ در دمید و بادہا زنید
از ہر چہار طرف این آتش را حتی اذا جعلہ نارا اینکہ آن تمام آہن
نعل در آتش سرخ گردید قال آتونی افرغ علیہ قطرا گفت سکندر بیارید
روئین فلزات گداختہ تا بریزم بالاے این آہن سوزان تر بین گو
کہ دیوارے صد و پنجاہ گز در ارتفاع بر آمدہ مانند کوہے یک لخت برابر
وہموار فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا پس نتوانستند
یاجوج و ماجوج تا بالاے آن دیوار بر آیند کہ بسیار بلند بود و نتوانستند
دران دیوار نقب زدن و سوراخ کردن بسبب سختی و صلابت قال
ہذا رحمۃ من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکا وکان وعد ربی حقا
گفت سکندر بعد تکمیل سد سکندری کہ این رحمت محض ست از پروردگار
من کہ سد سکندری باین خوبی و استحکام تمام تکمیل پذیرفت پس ہرگاہ
کہ بیاید وعدہ پروردگار من بخروج یاجوج و ماجوج گرداند این سد را زمین
ہموار و ہست وعدہ پروردگار من راست و برحق الخ فقط پس تا اینجا
عبارت قرآن و تفسیر ست کہ مراد از لفظ ذو القرنین ہمین اسکندر
رومی را گرفتہ اند زیرا کہ سد یاجوج و ماجوج ہمین سکندر رومی بستہ است
کہ ہمہ را برین اتفاق ست و کسی را درین خلاف نیست و بیان حکایت
سد بستن یاجوج و ماجوج او تعالے بچنین شرح و بسط و تفصیل و تصریح تمام
واضح ترمیفرماید پس از لفظ ذو القرنین بجز ہمین سکندر رومی دگری

کدام مراد تواند بود اگر ذوالقرنین پیغمبر سوائے سکندر رومی دیگرے مراد گرفته شود
بارے سد یاجوج از وبستن از کجا ثابت تواند شد که سد سکندری همین یکی متفق علیه
بالاتفاق است و دیگر از حالات سیر و تسلط تمام روئے زمین از مشرق
تا مغرب و جنوب و شمال که او تعالے بتوضیح تمام در مصحف عزیز خبر میدهد
اینهمه کارنامه هائے سکندر رومی هر دو سکندر نامه هائے بری و بحری مولانا
نظامی علیه الرحمه در جمع سلطنت و نبوت نسبت سکندر رومی نشان میدهند
و می نویسند که چو عمرش فرس راند بیست سال + بشاهنشهی بر دهل زد دوال +
چو بر بیست سالش بیفزود شصت + به پیغمبری رخت بربست و رفت + ازان
وقت کاو شد به پیغمبری + نوشتند تاریخ اسکندری + و مفسران هم برهمین جانب
رجحان دارند و تا آن زمان ختم نبوت هم نشده بود و قبل اختتام نبوت جمع میان نبوت
و سلطنت خلاف عقیده اهل اسلام نبوده است که رائے حضرت سلیمان علیه السلام
نیز همین معامله بود پس مضمونی که خلاف عقیده اسلام نبوده ست و او تعالی در مصحف عزیز
باین صراحت و وضاحت بیان فرماید در آن اختلاف کردن بی حجت قوی عقل سلیم
تسلیم نمیکند اگر همین حجت ضعیف ست که از سکندر رومی بن فیلقوس بادشاه دنیا
خداوند تعالے کی خطاب و کلام و بیان باین وضاحت در مصحف عزیزے کرد
لا محاله ذوالقرنین شخص دیگر از طبقه انبیا خواهد بود پس چنین حجت وهمی و قیاسے
منافی الیقین و بدیهی صریح نتواند بود که وحی خدا بجانب نحل یعنی مگس شهد
و خطاب خدا جانب بندگان گنهگار از کلام الله ثابت ست مضمون وحی با
زنبور عسل که بالا مرقوم ست و خطاب با بندگان گنهگار هم چنانکه لفظ یا بنی آدم

وارد است روے خطاب بجانب ماہمہ بندگان ست خصوصًا بتخصیص لفظ مجرم نسبت
مجرمان خطاب ست کہ سیفر مایند وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ
الخ ترجمہ این کہ ظاہرست بضرورت مقام حاجت نبودہ است پس درینصورت
نسبت خطاب و وحی خدا جانب سکندر رومی قادح ایمہ بدیہیات وتطبیقات نص
اخبار قرآنی نتواند بود علاوہ یک حجت نمایان و دستور العمل سکندر بر غلبہ و تسلط بر
تمام روے زمین بمنزلہ اعجاز سببیہ این ست کہ تماجش حکیم پدر ارسطو استاد سکندر
قاعدہ ادراک غالب و مغلوب بہ سکندر تعلیم کردہ بود کہ کم از معجزہ نبود کہ بدان قاعدہ کلیہ
قبل جدال و قتال از پیشتر معلوم میشود کہ درصورت جنگ کدام غالب و کدام مغلوب
خواہد بود پس ہمان قاعدہ بعد ادراک غلبہ خود کہ سکندر را قدام جنگ میکرد غالب بر
اوقات غالب می آمد ازاینجا ست کہ غلبہ سکندر در ہر جنگ غالب نوشتہ اند
پس ہمان قاعدہ کلیہ کہ ما مردم بجاہاے خود ہا آزمودیم غالب اوقات غالب یافتیم
دیگر ہر کہ خواہد تجربہ کردہ گیرد غالب کہ غالب آید و آن قاعدہ کلیہ را خود حضرت مولانا
نظامی علیہ الرحمہ در سکندر نامہ بری موزون کردہ اند کہ برعایت حفظ را ازدرزیرہ
اغلاق مستتر ست و شارحان برعایت آسانی برین نمط قریب الفہم نظم کردہ اند کہ
س باحریف جنس کم بودن خوش ست + با مخالف محتشم بودن خوش ست
در عدد و مہر دورا یکسان بود + ہر کہ سالش خرد غالب آن بود و بلاجرم این
قاعدہ اعجاز نما از ان قسم تصور توان کرد کہ حق سبحانہ تعالے خبر میدہد وَآتَيْنَاهُ مِن
كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا چنانکہ بالا مذکور شد کہ آن مسبب الاسباب برعایت سلطنت
ظاہر عالم اسباب ہمچو اسباب ظاہر برانگیخت کہ مثل تماجش را استاد

و پیرش ارسطو را وزیر او کرد تا چنین قاعدہ کلیہ برائے شناخت غالب و مغلوب با و آموخت کہ ہنوز برائے ما ہمہ مردم عموماً و سلاطین عالم خصوصاً مفید و بکار آمد بامتحان رسیدہ است پس اینہمہ صحت بیانی ہر دو سکندر نامۂ بری و بحری کہ ہنوز در پردہ اغلاق مستتر بود و باہمہ صحت روایت و تنقیح واقعی و تطبیق اخبار قرآنی از غایت اغلاق و دشوار پسندی با آن سکندر نامۂ بحری رواج نہ یافت و شائع نہ شد و سکندر نامۂ بری از غایت دقت شارحان و معانی پوشانیہا بقدر ادراک خود ہا دشوار تر و طول مل گردید کہ از ان اختلاف مورخان بدلائل موجہ رفع نشد و تا اینمدت کہ شارحان در شرح آن دقت ہا نمودہ معانی فی بطن شاعر را از قراین و قیاسات بتکلف تمام پوشانیدہ دشوار تر و طول تر کردند و بجانب بیان نثر سلیس صاف صاف قریب الفہم و عام فہم و دفع زواید شاعرانہ و استنباط خلاصہ مضمون نفس المدعا کسے تا اینمدت التفاتی نہ کرد کہ اختلاف مورخین رفع میشد این دولت کہ درین زمانہ بحصۂ ہمین مترجم اُردو بود کہ کارنامۂ عجیب بکار بردہ این کارنامۂ سکندری را چنان ترتیب داد کہ آنہمہ مشکلات و اغلاق و دقائق دشوار فہم را بچنان سلامت و سریع الفہمی بزبان اُردو عام فہم بیان کرد کہ ہر فقرہ و طرز بیانش چنان بردلہا کار میکند کہ دل از خود میرود و ہر فقرہ دلکش مقفے دامن دل بخود کشیدہ قافیہ بردل تنگ کردہ با دل خود رفتہ بہ تحکم تمام میگوید کہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ❊ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ❊ چون باہمہ صحت روایت در اصل بنائے تحکمی عنہ اختلاف مورخین ہنوز باقی بود اکنون کہ آن اصل حکایت را

مترجم اردو بدین خوبیها از پردہ اغلاق برآوردہ برعالمیان جلوہ داد لاجرم
این تقریظ نویس راہم آن اختلاف مورخان را بنصوص قطعیہ قرآنی ودلائل موجہ
وستند رفع کردن ضرور نمود کہ چنین طعام لذیذ بی نمک نباشد فضیلت کہ چنین کارنامۂ نمایان
کہ ہنوز آثار نمایان او از سد سکندری درخشکی وتری نمایان و خداوند مورخ حقیق بچنین صراحت
ووضاحت گویانست مختلف فیہ ومشتبہ باشد سیما استحکام اصل بنائے حکایت واجب تر شد
تاچنین کارنامۂ نمایان ومشقت مترجم رایگان نباشد کہ سنتی عجیب بر متاخرین نہادہ است
وطرفہ کاری کردہ است کہ باہمہ رعایت لفظی ومعنوی وایجاز والتزام قوافی ولطافت
بیانی ادائے اصل مطلب باغلاق نکشید ودر ہر جا بحلیہ تمام از صنائع تجنیس لفظی ومعنوی ذو معنیین
رنگی دگر ریختہ کہ ہر فقرہ اش چنان پائے دل را بخود میکشد کہ پیش رفتن وقدم برداشتن نمیدہد
ع بکوچہ تو مرا راہ مشکل افتادہ است + بہر طرف کہ نظر میکنم دل افتادہ است + خود ظاہر
ومتعارف است کہ در صنائع لفظی والتزام قوافی ادائے مطلب چنانکہ باید صورت نمی بندد و
خون معنی ریختہ میشود چنانکہ بالا مذکور شد وشعر مشہور برین سند ست کہ در صنائع لفظی بصنعت
مقلوب مساوی گفتہ اند ع شکر بترازوی وزارت برکش + شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش +
خود ظاہر کہ معنی مہمل محض ست مگر این مترجم اردو عجیب سحر کاری کردہ است کہ باہمہ التزام قوافی
ورعایت لفظی وصنائع معنوی حسب مواقع ومقامات ادائے ہمچو مضامین بآن لطف وخوبی جلوہ
دادہ است کہ بر دل میریزد وبے اختیار از دل میخیزد ع تعالی اللہ زہے روشن بیانی بعکہ روشن
کردہ این طرفہ شعر را + سکندر نامہ مغلق بود تا حال + تو آسان کردی از اغلاق وے را +
برآوردی سکندر را ز ظلمات + نمودی آب حیوان کہنہ می را + چہ منت ہاست خوانندگان نسخ
جزاک اللہ فی الدارین خیرا + سن ہجری چو خواہد از سر بین + جزاہ اللہ فی الدارین خیرا

۱۳۴۰ ہجری

خاتمۃ الطبع

بعد الحمد والمنہ کہ دستور العمل شجاعت وبہادری سے یہ کارنامۂ سکندری جسمین مصنف علام نے نہایت زور طبع دکھایا ہے عبارت نثر کو رشک نثر فسانۂ عجائب تحریر فرمایا ہے سکندر کے کل حالات رزم و بزم کا انتخاب ہے فی الحقیقت سا لاجواب ہے دربنولا حسب استعداد شایقین واصرار طالبین مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین باہ نومبر ۱۸۸۸ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ بار دوم چھپ کر طیار ہوا مشتاقون کا رفع انتظار ہوا